کہ بادشاہ اُسکے مکان میں روزہ افطار کرے تو بسبب اس شرف کے اپنے ہمچشموں میں ممتاز ہووے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی غافل کشتی میں قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا وقت عصر تنگ تک ساحل پر پہونچکر کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے پیشتر جاکر ملازمت کی اور بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا بادشاہ نے از روے شفقت اور مرحمت کے اُسکے رخسارہ پر طمانچہ مارے اور اظہار محبت کے بعد فرمایا کہ میں نے باوصف تلطف تجھے تربیت کرکے مہر پدری سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر میں فرزندوں سے عزیز تر رہا اور ابتک تیری بوے طفلی میرے جامہ سے بطرف نہوئی کیونکر میں تیرے حق میں بدی کا اندیشہ کرتا یہ کہا اور ہاتھ ملک علاء الدین کا پکڑ کے کشتی کیطرف روان ہوا ملک علاء الدین محسن کُش نے اس جماعت سے کہ مستعد اور مکمل سلطان کے قتل پر تھی اشارہ کیا محمود ولد سالم کہ علاقہ سامانہ سے تھا ایک ضربت شمشیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھا کر کشتی کیطرف دوڑا اور فرمایا ای علاء الدین بدبخت تو نے یہ کیا ستم کیا اور اختیار الدین جو نعمت شاہ کا پروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان کہ ابھی کشتی میں سوار نہوا تھا پکڑ کر زمین پر گرایا اُسکو ہنگام غروب آفتاب کا افطار کا وقت تھا اُسکا سر مبارک کاٹکر علاء الدین کے روبرو لایا اور چند مخصوصان شاہ مرحوم مثل جرم وغیرہ نے پانوں کشتی سے زمین پر رکھا تھا اُن سب کے سر کاٹکر زمین پر رکھے اور سر اُس تاجدار ہند کا تاج نیزہ کرکے کڑہ اور مانکپور میں پھرایا اور رو ہاتسے ادھر دھو ٹیکے اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اس شخص کی ہے کہ دل اس دنیاے مکار پر رکھے اور فرزند اور پیوند پر تیشہ بانیوالا ہوکر ہزار مشقت اور خون جگر سے انھیں آغوش عاطفت میں پالے سچ ہے جو کوئی کہ بعد ہزار آرزو ایک گلبن ہوا و ہوس کا زمین شورہ زار میں بٹھائے اور سرشک چشم اور خونابۂ دل سے اُسکی پرورش کرے بجائے پھول کے خار آزار چنے اور جو کوئی چشم نیکی بوستان دہر پُر فریب سے طمع رکھے آنکھ جہان میں اُسکی آلودہ خش جفا ہووے اور جس شخص نے باب صلح بند کرکے شر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سویا فتنۂ خفتہ کو بیدار کیا دنیا اور آخرت اسکام کے خیال میں گذرانی **مثنوی** سرائے آفرینش سرسری نیست × زمین و آسمان بے داوری نیست × در اندیش ای حکیم از کار ایام × کہ پاداش عملہا شد سرانجام × ارثو ہاے ارتو سے اگر جمشید خوار ہے ہر ضحاک کیسے تن پر فریدون کے خوف سے بار کردار ہے سر ایرج کا اگرچہ پانوں پر افتادہ ہے تیغ منوچہر کی سر سلم و تور پر آمادہ ہے سر سیاوش کا اگرچہ طشت میں ہے خون افراسیاب تخم لالہ دشت میں ہے جگر دارا کا اگرچہ تیغ منصر میں سے پر شگاف ہے دار سیاست سکندری بھی پیدا ہے خسروا اگر خاک و خون میں ہے حال شیرویہ جانتا ہے کہ کیونکر ہے سلطان معز الدین اگر غرق بحر خون ہے آب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے کس یون ہے احوال بادشاہ جلال الدین کے قاتلوں کا جو تو لین لاوے جانے کہ نیازی کے نقد منظوم تمام عیار ہے **مثنوی** صبح چو خورشید علم برداشت × نقش دگر اختر نگاشت × تاخت چو بر سطح زمین مہ دوان × قیصر سان گشت بحر و بکان × تاکہ زا طوار قضا و قدر × مور ضعیفی بیکی رہگذر × بود نماسازی نفس لئیم × از پی یکدانہ دران رہ مقیم × سعی کنان ہر طرفے می شتافت × تا ز قضا دانۂ مقصود یافت × دانہ کشش از رہ چہ برون پا ننہاد × چشم یکے مرغ بر او افتاد × حملۂ بیداد بران مور کرد × روز بر او چون شب دیجور کرد × کرد تقاضاے فرد بروزش × بُرد بہ منقار بجون خوردنش × تا شدہ آن مور بحلقش فرو × مرغ دگر حملہ در آمد برو × کرد درابال بچنگال بند × تا سرش از کزلک منقار کند × مرغکے از کردہ دل مور ریش × یافت ہمان لحظہ مکافات خویش × تا بتوانی بکسے بد مکن نیک زی و دشمنی خود مکن × ہر چند نیازی بشنو زینہار × تا نخوری خون زبد روزگار × ثقات سے مروی ہے کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کڑہ میں آنے کے وقت ملک علاء الدین کڑک مجذوب کی خدمت میں جو قصبہ کڑہ میں مدفون ہین گیا اور از روے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے سر اُٹھا کر یہ جملہ فارسی کا سنایا ہر کس کہ کند با ما جنگ ×

سر در کشتی تن در گنگ۔ القصہ اُسیوقت چتر سفید سلطان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کر کے ندائے سلطنت دی اور ایک جماعت کہ اُسوقت قتل بادشاہ جلال الدین مین ملک علاء الدین کی شریک تھی تھوڑے عرصہ مین بلائے عظیم مین مبتلا ہوئی اور اسفل السافلین کے درکات مین ہبوط کیا از انجملہ محمود ابن سالم ایک سال کے بعد مجذوم ہوا اور اندام اسکا خون فاسد کے غلیان سے پارہ پارہ اور گوشت اُسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا نقد ہوش وحواس ہاتھ سے دیا اور نزع کیوقت نعرہ مارتا تھا اور کہتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہاتھ مین رکھتا ہے سر میرا کاٹتا ہے اور الماس بیگ اور دوسرے کہ ترقی کی اُمید مین اس امر شنیع کے مرتکب ہوئے تھے تین چار برس مین ایسے مستاصل اور ہلاک ہوئے کہ ملک علاء الدین کے عہد مین اُنکا نشان باقی نرہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چندے جہانکو ساتھ مقصد دینے کے گذرانا لیکن آخر کو فلک مکار نے تیشہ اُسکے پانو مین مارا کہ خانمان اُسکا بھی اُسکے ہاتھ سے خراب ہوا اسواسطے کہ اپنے بھائیون اور فرزندون کو قید کیا اور اور مقربان معتبر کو حکم قتل دیا اور غلام پروردہ اور برآوردہ اسکے نے جو کچھ اس بادشاہ کی حیات اور ممات مین کیا کسی گبرستان اور کفرستان مین واقع نہوا اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّأُولِی الْاَبْصَارِ۔ جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد حبیب کو کہ سپہ سالار فوج تھا پہونچی وہانسے پلٹ کر دہلی مین آیا اور ملکہ جہان حرم بادشاہ نے ناقص عقلی سے تعجیل کی جو کہ شاہزادہ ارکلیخان بلدہ ملتان مین تھا اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ رکن الدین ابراہیم کو کہ ابتدائے جوانی اور عنفوان شباب تھا اور امور جہانبانی سے کچھ خبر رکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھایا اور کیلوکھری سے دہلی مین آنکر کوشک سبز مین نزول کیا اور عہدے اور جاگیرین درمیان امرا اور ملوک کے تقسیم کیے ارکلیخان کہ خلف الصدق بادشاہ کا تھا اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سُنتے ہی کوفتہ خاطر ہوا اور ملتان مین توقف کیا اور ملک علاء الدین کہ ارادہ سلطنت لکھنوتی رکھتا تھا ارکلیخان کی رنجش خاطر اور جلوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت دہلی کا خیال کر کے دہلی کی بادشاہی کی فکر مین پڑا اور عین برسات مین کڑہ سے دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور دہلی مین پہونچکر اس مقام مین کہ مدنظر اُسکے تھا پہونچا مدت سلطنت سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی والبقاء للملک المعبود۔ **ذکر بادشاہی سلطان فلک بارگاہ علاء الدنیا والدین بادشاہ علاء الدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی** جو کہ بسبب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے فرق پر سایہ ڈالا علاء الدین دریائے حیرت مین غرق ہوا اور مقربون سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے کہ لکھنوتی کیطرف جانا اور زر خرچ کرنا اور اقصائے بنگالہ تک لینا یا رہنا کڑہ مانکپور مین اور علم استقلال بلند کرنا اُنمین سے کیا اختیار کرنا چاہیے سب نے متفق ہو کر عرض کی ارکلیخان بادشاہزادہ شجاع اور صاحب سخاوت ہے اور لشکر کشی اور ملک گیری کے آداب خوب جانتا ہے وہ اور اُسکی مان عنقریب بانتقام طلب کرینگے اور اول جو عزم کہ پیش نہاد ہمت کیا جائے اُسمین مناسب یہ ہے کہ کڑہ مانکپور مین مقیم ہو کر ملک نصیر الدین کو مع لشکر انتخابی اسی برسات مین لکھنوتی کیطرف روانہ کرین تو اُس حدود کو مسخر کر کے انتظام کرے اور جسوقت شاہزادہ ارکلیخان مع لشکر دہلی سے اسطرف متوجہ ہووے اور چارہ نہ رہے بعد طلوع سہیل کہ پانی بحر ہند کا اُتر جاویگا ہم بھی آب سرو سے عبور کر کے لکھنوتی اور بنگالہ مین جا کر علم مقاومت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہ رائے پسند آئی اور ملک نصیر الدین کے بھیجنے کی فکر مین تھا ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ ملکہ جہان نے امرا اور ارکان دولت کے بے طلب مشورہ شہزادہ قدرخان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کر کے تخت دہلی پر متمکن کیا ہے اور امرا اور سپاہ نے اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر آثار خصومت ظاہر کیے ہیں ملک علاء الدین بادشاہی سواد اعظم ہندوستان کی فکر مین پڑا اور تسخیر ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع ولایات اُسطرف پر متصرف ہوا اور اپنے مقربون کو ساتھ خطابہائے شایان کے سرفراز کیا چنانچہ الماس بیگ کو

الغخان اور نائب نصرت جالمیسری کو نصرت خان اور ملک نصیرالدین کو ظفرخان اور سنجر خسر پور یعنے سالہ کو کہ جو اُسکا امیر مجلس تھا الپ خان خطاب دیا اور اپنے یارون کو جو امیر نہ تھے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور جو کہ امرا تھے اُنکے منصب زیادہ کرکے جاگیرین عطا فرمائین اور اپنے اوپر چتر اسم بادشاہی اطلاق کرکے مع خزائن و دیوگرھ عین برسات مین کڑہ مانکپور سے دہلی کیطرف راہی ہوا اور اُسکا دست جواہر بخش ابر نیسانی کی طرح درفشانی مین آیا اور ہر روز بارگاہ مین بیٹھکر باتفاق نصرت خان خاص وعام کو صلہ دیتا تھا اور زر نجر دار اور شتر مع بار واقمشہ باقطار مردم کے بذل وکرم مین تقصیر نکرتا تھا **نظم** بزر میتوان لشکر آراستن ٭ بلشکر توان گنجہا خواستن ٭ ہمہ کار دنیا بزر بستہ اند ٭ بزر زخمہا نے خطر بستہ اند ٭ منقول ہے جس جگہ کہ سراپردہ اُسکا برپا ہوتا تھا ایک منجنیق مختصر اُسکے آگے نصب کرکے ہر روز پانچ من زر سرخ وسفید اُسمین رکھکر خلائق پر چھڑکتا تھا اور جب یہ خبر گوش زد عالم ہوئی اطراف وجوانب سے فوج فوج درگاہ کیطرف متوجہ ہوئے **مثنوی** خزانہ ریز شد منزل بمنزل ٭ بزر کردہ کلید کار مشکل ٭ بہر منزل ز پیش تخت تا دور ٭ فشاندے گنجہا بے منع گنجور ٭ چو بادہلی فتادا ز فتح کارش ٭ گرفت از منجنیق زر حصارش ٭

سلطان علاء الدین جب بداؤن مین پہونچا بادشاہ رکن الدین ابراہیم نے نہایت بیخبری وخامی سے امرا اور ملوک کو مع لشکر گران اُسکے مقابلہ کو بھیجا جو فوج اُسکی بادشاہی سے راضی نہ تھی سلطان علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام ونوازش بہت پایا اور جب ساٹھ ہزار سوار قلم بند ہوا بداؤن سے قدم آگے بڑھایا اور ملکہ جہان اس خبر وحشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خرابی بسیار آدمی ملتان کیطرف روانہ کیے اور ارکلیخان کو مع الغوخان طلب کیا اُنھون نے جواب دیا کہ اب کام ہاتھ سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا ہے اور خزانہ مین ششماہہ مواجب نہین رہا ہمارا آنا کیا نفع بخشیگا **بیت** سر چشمہ شاید گرفتن بمیل ٭ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ٭ سلطان علاء الدین نے یہ خبر سنتے ہی بسبیل تعجیل طی مسافت کی اور بے تامل آب جون سے عبور کرکے صحراے دروازہ جود ظاہر دہلی مین نزول کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حرکت مذبوحی دلین پہونچی اپنی جمعیت سے باہر آیا اور صف آرائی کرکے کچھ شوخی کی جب آپ کو مرد اُسکے میدان کا نہ دیکھا دہلی مین پلٹ آیا اور اُسی رات کو اکثر امراے جلالی جدا ہوئے اور بادشاہ علاء الدین سے جاملے بادشاہ رکن الدین نے سلامتی فرار مین دیکھی قدرے نقد خزانہ سے لیکر اپنی ماں اور حرمون کو ہمراہ لیکر باتفاق ملک رجب اور ملک احمد حبیب اور ملک قطب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ ملتان لی اور سلطان علاء الدین نے صحراے سیری مین فروکش ہوکر لشکرگاہ سنوارا اُسکے بعد وضیع وشریف شہر کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے خطبہ اور سکہ اور جمیع رسوم بادشاہی بجالاکر مع کوکبہ اور دبدبہ عظیم آخر سنہ ۶۹۶ چھ سو چھیانوے ہجری مین داخل دہلی ہوا اور سریر شاہی پر جلوہ گر ہوا اور وہانسے لعل محل مین آیا اُسکو دار السلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قبہ آویزان کیے اور شراب وکباب کی جون مین سبیل ہوئی کار لہو ولعب نے رواج پکڑا اور بادشاہ نے غرور دولت اور جوانی کی مستی سے عیش وطرب مین کوشش کرکے خلائق کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے راغب اور مائل ہوکر رنج بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلون سے محو کیا **بیت** سخاوت مس عیب را کیمیاست ٭ سخاوت ہمہ دردہا را دواست ٭ اور اُسوقت اعوان وانصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک کو ساتھ ایک شغل اور خطاب کے نوازش فرمائی اور پرگنات اور ولایات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیر کو کہ ساتھ نیکی ذات اور پسندیدگی صفات کے اشتہار رکھتا تھا وزارت اور قاضی صدر الدین عارف جو ساتھ صدر جہانکے مخاطب تھا قضاے ممالک اور منصب خطابت اور خطاب سید اجل شیخ الاسلام ارزانی رکھا اور دیوان انشا بعہدہ عمدۃ الملک ملک حمید الدین

اور ملک اعزالدین کے مفوض ہوا اس سبب سے کہ ملک اعزالدین ساتھ فضائل صوری اور معنوی کے آراستہ تھا اپنی مصاحبت اور قرب مین خصوصیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوتوال کیا اور ملک فخرالدین کوچی ساتھ داد بیگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان بخشی ممالک ہوا اور ملک ابو جلال الدین آخور بیگ اور ملک برن باربک کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیاء برنی کرد اور اودھ کی جاگیر پر سربلند ہوا اور ملک جونا نائب وکیلدر اور موید الملک ضیاء برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی قصبہ برن کی پائی اور اوقاف کو اہل استحقاق پر مسلم رکھکر خوشدل کیا اور تمام لشکر کو سوا جب شش ماہہ کے سوا انعام دیگران ابیات پر عمل کیا

ابیات رخنہ گر ملک سرافگندہ بہ * لشکر بدعہد پراگندہ بہ * سرنکشد شاخ نواز سرو بن * تا نزنی گردن شاخ کہن *

پھر ملاو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا استیصال پیش نہاد ہمت کیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کو انیسوین تاریخ ذی الحجہ سنہ مذکور کو مع چالیس ہزار سوار ملتان کی طرف روانہ کیا انھون نے منزل مقصود مین پہونچکر ملتان کو محاصرہ کیا اور دو مہینے کے بعد مردم ملتانی اور لشکر ترک رفاقت ارکلیخان اور بادشاہ رکن الدین ابراہیم کی ترکے ساتھ الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبرالدین ظفر خان کے شریک ہوئے اور دونون بھائی نے مضطرب ہوکر شیخ رکن الدین قدس سرہ کے وسیلہ سے الماس بیگ سے بعہد و پیمان ملاقات کی اور اسنے شرائط تعظیم بجالا کر اپنے سراپردہ کے قریب جگہدی اور فتح نامہ سرعان کے ہاتھ بھیجا اور جب فتحنامہ دہلی مین منبرون پر پڑھا گیا اور سامان جشن آراستہ کرکے شادیانے بجائے اور اُسکے بعد وہ الماس بیگ الغخان مع فرزندان اور امرا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کیطرف پھرا اور درمیان راہ کے ملک نصرت خان کہ کوتوال دہلی تعین ہوا تھا الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچا اور پسران بادشاہ جلال الدین خلجی اور الغوخان نبیرہ چنگیز خان کہ داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک عجیب کہ نائب امیر حاجب ہوا تھا اُنکی آنکھون مین سلائی پھیکر حشم و اموال پر اُنکے متصرف ہوا اور اُن دونون شاہزادہ مظلوم کو قلعۂ ہانسی مین قید کیا اور ارکلیخان کے دو بیٹون کو تیغ ظلم سے شہید کرکے روضۂ رضوان کیطرف راہی کیا ملک احمد حبیب کوتوال اور حرم ہائے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور اُسکے بیٹون کے حرمون کو مع ملکہ جہان دہلی مین لاکر حبس مین نگاہ رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان منصب وزارت پر سرفراز ہوا وہ مال کہ سلطان علاء الدین نے ابتدائے جلوس مین در اثنائے راہ متعلقہ امرائے جلالی پر قسمت کیا تھا اُنسے واپس لیکر کل روپیہ خزانہ مین لایا اور ملک علاء الدین کہ کثرت سے ساتھ اموال اور خزانے کے وہان آیا تھا ساتھ خطاب علاء الملکی کے فائز ہوکر دہلی کا کوتوال ہوا اور اُسی سال دوا خان حاکم ماوراء النہر نے بقصد تسخیر ممالک پنجاب اور ملتان اور سند قریب سو ہزار مغل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور اُنھنے آب سند سے گذر کرکے تاخت و تاراج وخرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہونچی الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبرالدین ظفر خان کو مع سپاہ بیکران اُنکے دفع کیواسطے روانہ کیا اور حدود لاہور مین دونون مخالفین ہوکر حرب عظیم مین مشغول ہوئین جو فتح و شکست کا مختار خدا ہی مغلون نے ہزیمت کھائی اور تخمیناً بارہ ہزار مغل علف تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امرائے معتبر اُنکے اسیر اور دستگیر ہوکر بعقوبت تمام ہلاک ہوئے اور الماس بیگ الغخان نے مغلون کے سرون کو مع زن و فرزند اُنکے جو اسیر ہوئے تھے دہلی مین بھیجے اور ان دونون کامون کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد و انصار جلالی اور فتح مغل سے شوکت و حشمت اور شاہ علاء الدین کے دلمین جاہ قرار ہوئی حکام اور ملوک اطراف کے اُسکے معتقد ہوئے اور اُسکا لشکر جسطرف جاتا تھا فتح و ظفر سے اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اُسکے بعد اپنے بھائی الغخان کے اتفاق سے ان لوگون کے دفع مین جنھون نے مزخرفات

دنیوی کی طمع سے بادشاہ جلال الدین کی اولاد سے بیوفائی کرکے دنیا و آخرت برباد کی مختصر مشغول ہوکر سبکو گرفتار کیا بعضونکی آنکھون مین میل کھینچی اور بعضونکو قلعون مین بھیجکر محبوس کیا اور مال و اسباب اور ساز و سلب ناحق شناسون کا قریب ایک کروڑ روپیہ کے خزانہ مین لاکر خانمان اُنکا برباد کیا لیکن ملک قطب الدین علوی اور ملک نصیر الدین شحنہ پیل اور ملک امیر جلال جو امراے جلالی سے تھے اور اُسکے بیٹو تسے مُنھ نہ پھیرا تھا اور سلطان علاء الدین سے کچھ نہ لیا تھا زندہ چھوڑے اور مادام الحیات مسند عزت اور امارت پر متمکن رہے اور اوائل سنہ ۶۹۷ چھ سو ستانوے ہجری مین الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کو مع امراے کثیر تختگاہ اور ولایت سند کی فوج سے گجرات کی تسخیر کو بھیجا اور انھون نے نہروالہ اور تمام گجرات تاخت و تاراج کرکے مسخر کیا اور راے کرن والی نہروالہ بھاگ کر دکن مین رام دیو والی دیوگڑھ کے پاس پناہ لیگیا اور چند عرصے کے بعد ولایت بگلانہ مین کہ گجرات سے تعلق رکھتا تھا اور دکن کی سرحد مین واقع تھا گیا اور رام دیو کی حمایت سے وہان متوطن ہوا اور امراے بادشاہی زنان راے کرن کو کہ سرآمد اُنکی کنولادی تھی مع مال و افیال و خزانہ وغیرہ اپنے قبضہ مین لائے اور ایک بت کہ برہمنون نے اس سومنات کے عوض کہ جسے سلطان محمود غزنوی نے توڑا تھا تیار کرکے اپنا معبود بنایا تھا اور اُسے بھی سومنات کہتے تھے وہانسے دہلی مین بھیجکر پ سپر خلاق کیا اور ملک نصرت خان نے کنبایت مین جاکر وہانکے باشندونسے مال و جواہر بیقیاس لیا اور کافور ہزار دیناری کو کہ آخر بادشاہ علاء الدین نے اُسے نائب ملک کرکے ملک نائب خطاب دیا تھا اُسکے صاحب سے بستم لیا اور اُسوقت الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان نے کہ گجرات کو نہب و تاراج کیا تھا حوزہ دیوان دہلی مین پہونچا یا تھا مردم معتبر اور امین کے سپرد کرکے مع غنائم مذکورہ مراجعت کی اور جب قلعہ جالور کے اطراف مین پہونچے مردم لشکر کو خمس غنائم کیواسطے اور سواے اُسکے مواخذہ کرکے بہ تعذیب و تشدید بزیادہ طلبی حد سے تنگ کیا اسواسطے بعض مغل نے کہ جنکو نو مسلم کہتے تھے اور مقدم اُنکا محمد شاہ نام رکھتا تھا مع اور لوگونکے کہ وہ بھی مواخذہ سے عاجز آئے تھے متفق ہوکر جمعیت بہم پہونچائی اور ملک اعز الدین جو بھائی ملک نصرت خان اور امیر حاجب الماس بیگ الغخان کا تھا بایک اجل کیطرح اُسکے سر پر آئے اور اُسے قتل کرکے الماس بیگ الغخان کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوئے الماس بیگ الغخان کہ اجل اُنکی نہ پہونچی تھی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور اپنے تئین پیادہ ملک نصرت خانکی بارگاہ مین پہونچایا اور باغیون نے سلطان کے بھانجے کو الماس بیگ الغخان گمان کرکے قتل کیا اور ملک نصرت خان نے فورًا نقارۂ جنگ پر چوب ماری مردم لشکر اس گمان سے کہ راجہ جالور یا دوسرا غنیم پہونچا ہی اُسیوقت جنگ پر آمادہ ہوئے اور فوج فوج بارگاہ نصرت خان کیطرف دوڑے اور مفسدونکی گرفتاری کا قصد کیا اور وہ متفرق ہوکر اطراف و جوانب مین بھاگ گئے اور چند روز کے بعد الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان فوج کے تعاقب سے بہ تنگ آکے سب ہمیر دیو راجہ رتھنبور کے پاس کہ تھوڑے حاکم اجمیر کی احفاد سے تھا پناہ لیگئے الماس بیگ الغخان اور ملک نصرتخان ترک تعاقب کرکے مع غنائم و اموال و افیال دہلی مین پہونچے بادشاہ علاء الدین کنولادی کو جو حسن صورت اور سیرت اور حرکات شیرین اور تکلم نمکین مین ہندوستان مین شہرت رکھتی تھی مسلمان کرکے اپنے عقد نکاح مین لایا اور کافور ہزار دینارکو منظور نظر کرکے اُسکی محبت کا زنار اپنی کمر جان مین باندھا اور طیلسان اُسکے عشق کی دوش عقل و خرد پر ڈالی زمام دین و دانش کی ہاتھ سے دی اور اولاد اور اتباع اُن لوگون کے جو جالور کے فساد مین ساعی تھے گرفتار کرکے اُنپر سیاست کی اور فرمان سلطان کے موافق ملک نصرت خان کے واسطے انتقام زنان و طفل شیرخوارہ اُن لوگون کے کہ قتل مین اُسکے بھائی کے سعی کی تھی جلادون کے سپرد فرمایا تو طفلان شیرخوارہ کو بطریق گرز و سنگ سر پر اُنکی ماؤن اور بہنون کے اسقدر مارین کہ مثل روئی دھنی کے پاش پاش ہوکر ہلاک ہوئین اور جو رہا بازار مین رسوا کرکے مہندو نکو بخشنا

ملہ پ سپر کھپر یعنی حلہ وضم باسفالی یعنی پائمال ۲ ہرادہ

اور قبل اسکے دہلی مین یہ رسم نہ تھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد و اتباع کو سیاست مین کرین اور اس سال جسوقت لشکر دہلی اور گجرات
کی تسخیر مین مشغول تھا چلدی نام اور اُسکا بھائی اُنکا قلعہ سیوستان پر متصرف ہوئے خان ظفر شعار ملک نصیر الدین ظفر خان کو مع فوج گجر
استخلاص کیلئے معین فرمایا اور اُسنے سیوستان کو محاصرہ کرکے عرصہ قلیل مین مفتوح کیا اور چلدی اور اُسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع کے عورات
اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور سات سو مغل تھے طوق و زنجیر مین مطوق اور مسلسل کرکے دہلی مین بھیجا اور خود
بھی پیچھے سے دہلی مین آیا اور بسبب صفدری اور دلاوری ملک ہزبر الدین ظفر خان نے شہرت پائی بادشاہ علاء الدین نے اسے
نیا عنوان میں منسوب کیا اور اُسی سال کے آخر مین تغلق خواجہ بن دوا خان مغل یعنی دو لاکھ سوار لیکر بقصد تسخیر ہندوستان
ماوراء النہر مین آیا اور آب سندھ سے عبور کرکے قصبات اور قریات کو بیسر و پا بے پروا تھے تاراج کرکے آسیب پہونچایا اور
نو مساعدت کے بعد ساحل جون پر فروکش ہوئے اور دہلی کے محاصرہ کی تدبیر کی اور جو خلق شہر سے شہر اور قصبات اور رشتہ اور نواحی
کے منقل کرکے شہر مین آئی تھی آمدورفت بند ہونے کے سبب دہلی مین بیگانہ و ایستادہ ہونیکی نہ رہی
تحمل لوگ ہو سکے عاجز اور بیتاب ہوئی اور راستے آمد و رفت مسدود ہوگئے اور غلہ گرانی تمام ہیرونی ظاہر اور لوگ
حیران ہوئے سلطان علاء الدین نے امراء و ملوک کو طلب کرکے ساتھ جنگ مغل کی باوجود کہ بعض امراء جنگ سے ممانعت کرتے تھے
اور لشکر ہندوستان کی زبونی و دلائل سے معروض رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ کار جنگ خطرناک ہے اور جنگ دو سر رکھتی ہے بادشاہ نے
انکا قول پذیرا نہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان نامدار کو جنگ و کارزار سے حذر کرنا حال سلطنت کے لائق نہین ہے بیعت کے کو
کلاہ کیان می نہد و سر خویش را در میان می نہد یہ کہکر محافظت شہر اور اطراف اور خزانہ کی علاء الملک کوتوال کے ذمہ مقرر کی
اور بداؤن کے دروازے کے سوا چھا تک بندی کرکے ساتھ کوچہ اور بدرگاہ شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ اور دو ہزار
اور سات سو فیل جنگی اور یلان شکار سے برآمد ہوا اور میدان کیلی مین خیمہ بن سے طبل جنگ بجنے لگے اور صفوف حرب آراستہ ہوئین
اور ہندوستان مین بعد ازاں تقاضا روایت اسلام کسی عہد و عصر مین ایسے دو لشکر عظیم آپسمین مقابل نہ آئے تھے اور اسوقت تک کہ تاریخ
ہجری ایک ہزار اور پندرہ کو پہونچی ہر اس قسم کی دو سپاہ کینہ جو مقابل ہوئے دوسرے کے صف آرا ہوئی تھی الغرض بادشاہ
علاء الدین سکندر ثانی ترتیب افواج مین مشغول ہوا میمنہ ملک نصیر الدین ظفر خان سے جو شجاعان روزگار اور مبارزان
کامگار سے تھا اور جہانگیر سامانہ اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیون الماس بیگ الغخان
اور رکن خان سے کہ توت بازو اور پشت پناہ اُسکے تھے محکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور بارہ ہزار سوار کہ سب
جوان خوب اور یکہ تھے مع فیلان بیشمار آگے بڑھا اب ذکر اس جنگ کا مقابلہ تیسرے میں بیان ہوگا ذکر قطب الفلک

عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا۔ ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ
۷۱۷ ؁ سات سو سترہ ہجری مین سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور منبر اور
بشیر کہ سردار نایکان تھے اور بعد قتل ملک نایب کے اپنی ذات کو موجود تصور کرکے اعمال ناپسندیدہ اُنسے سرزد ہوتے تھے
قتل کیا اور باقی نایکان کو قصبات اور پرگنات مین متفرق کیا خاطر اس سبب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب
نوازش فرماکر صاحب طبل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عہدہ ہائے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار
شحنہ پیل کو ظفر خان اور محمد مولا اپنے چچا کو شیر شاہ اور مولانا ضیاء الدین بہر مولانا شہاب الدین خطاط کو صدر جہان
خطاب دیا اور ملک قرابیگ کو اپنے قرب میں خصوصیت یا وصف تمام ہمراز بیچ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور

ملک شادی نائب خاص کو کہ بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کر کے خسرو خان خطاب دیا اور تھوڑا محبت
سے ملک نائب تمام لشکر کا کیا اور ملک شادی اُسکے سپرد فرمایا اور یہانتک اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت
پر بدون دریافت استعداد اس شغل کے منصوب کیا **بیت** گنجینہ مدہ بہ گدا سُے * ترسم کہ کند جہان خدا سُے * چونکہ بادشاہ
قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت میں خوش خلق اور رحمدل رہا اور
سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلا وطنوں کو اطراف سے طلب کر کے اُنپر ہاتھ بذل و احسان کا کھولا اور تمام قیدیوں کو شش
ماہہ مواجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور سپاہ کو زیادہ کر کے دل اور کیسہ اور ہمیان کو مدت سے مانند دست
بخیلوں کے خالی تھا مثل چشم و دل جوانمردوں کے پُر کیا اور مردم کوچہ و بازار نے مدتوں کے بعد درم اور دینار کا منہ دیکھا اور
اہل احتیاج کی عرضیاں جو مدت سے مندرس تھیں تحسین ملاحظہ میں گذریں اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دستخط خاص سے
مزین ہوئیں اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادرار اضافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو بادشاہ علاء الدین
کے عہد میں خالصہ میں آئے تھے پھر اُنکو ملے اور خراج گران اور سخت طلبی کہ معمول قدیم تھا موقوف کیا آزادوں اور ہوسوں نے
کہ بالکل ملک عدم میں رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود میں قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد اور ضوابط عہد علائی کو کہ ہر ایک شامل
ایک مصلحت اور حکمت میں تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم مارا اگرچہ ظاہر میں شراب کی ممانعت میں
کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور جود و سخا بے اندازہ اور غفلت کے سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا اسسبب سے
آدمی ارتکاب خمر سے متنبہ اور ممنوع نہوئے فسق و فجور میں کوشش کرتے تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل میں لاتے تھے
اور جو حادثہ گجرات قوی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین اُس فساد کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران مشہور
علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کیواسطے روانہ کیا اور اُسنے
وہاں جاکر اُن لوگوں کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے بزور شمشیر زیر کیا اور نہروالہ اور گجرات از سر نو ضبط میں لایا اور اُس ملک
کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار کیا اُسکے بعد سلطان قطب الدین ظفر خان کی دختر اپنے حبالۂ نکاح میں لایا اور
اُسے گجرات کا صاحب صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ میں گجرات کو خس و خاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا
پاک کیا کہ اُنکا اثر اُس دیار میں باقی نرہا اور وہاں کے راجاؤں اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کر کے خزانہ میں
بھیجا اور جو بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہرپال دیو داماد رام دیو باتفاق راجہاے دکن ولایت مرہٹ پر
متصرف ہوکر مردم بادشاہی کو دکن سے باہر کر کے قلعہ دیوگڑھ کو محاصرہ میں رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے ۷۱۸ھ
برس جلوس کے لشکر گران دیوگڑھ کیطرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفا بیگ خطاب کر کے واسطے نیابت
غیبت کے دہلی میں چھوڑا اور جب حدود دیوگڑھ میں پہونچا ہرپال دیو اور دوسرے راجاؤں نے کہ قلعہ دیوگڑھ
میں اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نلاکر متفرق ہوگئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کیواسطے مقرر کی
وہ شرط تعاقب بجا لائے یعنے ہرپال دیو کو دستگیر کر کے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیکر اُسکا پوست
کھینچوایا اور سر اُسکا دیوگڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہاں توقف کر کے ولایت
مرہٹ بھی تصرف میں لایا اور شہر دیوگڑھ میں ایک مسجد جو ابتک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگہ اور ساغر اور دھور سمند
اور دوسرے ممالک میں تھانے بٹھائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کے اتالیق

عنایت فرمائے اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور باپ کیطرح معشوق کی تربیت مین مشغول ہوکر خسرو خان کو چتر اور دور باش
دیا اور امراے معتبر ہمراہ کرکے معبر کیطرف روانہ کیا اور خود دہلی مراجعت کی اور راستہ مین تہرب مدام اور غفلت دوام کی
ملک اسدالدین چچیرے بھائی بادشاہ علاوالدین کے سر مین سرداری کا داعیہ واقع ہوا سا تھا ایک جماعت سرہنگون کے
اتفاق کرکے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جا دیگا اُسوقت سلاحدارون اور نایکون اور تمام محافظو
کوئی اُسکے پاس نرہیگا حرم مین جاکر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً اُس شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا
ایک ہمراہی ملک اسدالدین نے سلطان کیخدمت مین حاضر ہوکر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اُسی مقام مین
قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسدالدین کے قتل کا حکم نافذ فرمایا اہلکارون نے حکم کے موافق عمل کیا یعنے اُسے گرفتار
کرکے گردن ماری اور بیس نفر کہ دہلی مین تھے اور اس مصلحت مین اُنھین کچھ مداخلت نہتھی اور بعضے اس سفر مین تھے اُسکے حکم سے
اُنپر بھی سیاست ہوئی اور جب جھاین مین پہونچا شادی کھنہ سردار سلاحداران کو گوالیار کیطرف بھیجا تو خضر خان اور شادی خان اور
ملک شہاب الدین کہ قبل اُسکے میل اُنکی آنکھ مین کھینچی تھی قتل کیا اور اُسکے اہل وعیال کو دہلی مین لایا سلطان قطب الدین نے
خضر خانکی منکوحہ دیولدی کو اپنے حرم مین داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ممالک ہندوستان کو اپنے تصرف مین
دیکھا اور امرا اور ملوک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدعی ملک مین نہ رہا مستی شراب اور جوانی اور دولت سے نخوت
اور غرور اُسکے دماغ مین پیدا ہوا اور اجراے کام مین کسی سے مشورہ نکرتا اور کسی مخلص اور دولتخواہ کا قول سماعت نفرماتا
اور اگر کوئی شخص دولتخواہی اور خیر سگالی سے کوئی بات اُسکے خلاف راے عرض کرتا روگردانی کرکے زبان اُسکی دشنام
اور اہانت مین کھولتا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ کسی کو اتنی قدرت نرہی کہ رمز و اشارہ سے وہ بات جو شامل اُسکے فلاح اور
صلاح ہووے عرض کرسکے آخر کو اخلاق کریمہ اُسکے اوصاف ذمیمہ سے مبدل ہوگئے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور
باپ کی طرح خون ناحق پر کمر باندھی از انجملہ ظفر خان والی گجرات کو جو اُسکا رکن رکین سلطنت اور اعیان دولت تھا بے صدور
قصور قتل کیا اور اُسکے بعد ملک شاہین کو جو وفا بیگ خطاب رکھتا تھا ارباب غرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کرکے اُسکا
مظلمہ اپنی گردن پر لیا اور علاوہ اسکے وہ کام کہ جنکے ارتکاب سے زوال دولت اور منافی بقاے سلطنت ہوا اپنا شعار کیا اور
خضر خان جو کہ حضرت نظام الدین اولیا کا مرید تھا عداوت کرکے زبان سرزنش اور طعن اُنکی نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے
اور شیخ زادہ جام کو جو اُنکے مخالفون سے تھا اپنے تقرب مین اختصاص بخشا اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب سے ملتان سے
طلب کرکے اُنکی عزت واحترام مین ساعی ہوا اور اکثر اوقات اپنے تئین ساتھ زیور اور لباس عورتون کے آراستہ کرتا تھا اور مجمع
مین حاضر ہوتا تھا اور زنان ہرالہ اور مسخرہ کو قصر ہزار ستون پر طلب کرکے ساتھ امراے کبار مثل عین الملک ملتانی اور قرابیگ کے
کہ وہ تحمل رکھتا تھا اور مثل ان لوگون کے اور ہونگی ہزل اور اہانت کروا تا تھا اور وہ حرکات زشت اور ناشایستہ بجالاتی تھین
اور وہ بدبختین مادر زاد برہنہ ہوکر اُن بزرگون کے مقابل آتی تھین اور اُنکی پوشاک پر پیشاب کرتی تھین علاوہ اسکے اور حرکات
غیر مکرر کی مرتکب ہوتی تھین اور سامان اُسکی زوال سلطنت بلکہ خاندان علائی کا مہیا اور آمادہ کرتی تھین اور ظفر خان کے قتل
ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین برادر مادری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظور نظر تھا جسوقت
خسرو خان حاضر ہوتا اُسکے عوض حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات مین پہونچا اور عزیز و اقارب اُسکے پٹن گجرات اور
اُسکے اطراف واکناف مین رہتے تھے اُنسے آمیزش کرکے نہایت نادانی اور کم تجربگی سے مخالفت آغاز کی اور امراے گجرات کہ

کہ ابتک اپنے حال پر تھے سب نے متفق ہو کر حسام الدین کو گرفتار کر کے درگاہ سلطانی میں روانہ کیا جو ہین سلطانی کی اُسپر نظر پڑی
دوبارہ بمقتضاے بشریت و عالم جوانی حسام الدین کو قید سے رہائی دیکر اپنے تقرب میں سرفراز کیا لیکن امراے گجرات و اعیان درگاہ
اُسکے رہا ہونے سے دلمین نہایت آزردہ ہوئے اور حکومت گجرات کی حسام الدین کے بعد ملک وجیہ الدین قریشی کو مفوض ہوئی
اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی میں کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہوا اور اسی عرصہ میں یہ خبر پہونچی
کہ ملک بیگ لکھی حاکم دکن نے ہواے خصومت بلند کر کے بغاوت پر کمر باندھی پھر سلطان نے ایک جماعت کو امراے نامدار سے
مع لشکر گران اُسکے فساد کے دفع کیواسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے جا کر اپنی حسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور مفسدون کے
کہ بانی فتنہ اور بانی فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی مین لائے بادشاہ نے ملک لکھی کے ناک اور کان کاٹکر اور دوسرونکو انواع عقوبت سے
قتل کیا اور ملک عین الملک ملتانی کو دیوگڑھ کی حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت سے مشرف کر کے
رخصت کیا اور ملک وجیہ الدین کو گجرات سے طلب کر کے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور
جب معبر پر پہونچا دہانکے حاکم آپ مقابلہ نلائے مع خزائن و اسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ تقی نامے ایک سوداگر جو مال فراوان رکھتا تھا
اور ساتھ اس اعتقاد کے کہ لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہونچاویگا اُسنے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم و تعدی سے اُس بیچارہ کا بھی زر خطیر
لوٹکر قتل کیا اور وہانسے تلنگ گیا وہاں کا راجہ حصاری ہوا اُسے محاصرہ کیا اور اُسے عاجز کر کے ایک سو ایک زنجیر فیل اور
علاوہ اُسکے اور تحف و نفائس لیکر امان دی پھر وہانسے کنتلی کیطرف روانہ ہوا اور بیس زنجیر فیل اور ایک الماس وزنی چھ درم کا
اُسکے ہاتھ آیا پھر معبر کے سمت مراجعت کی اور موسم برسات وہان بسر لیگیا اور سرکشی کا دعوی کر کے چاہا کہ امراے معبر کو جو اُسکے
ہمراہ تھے قتل کر کے اُس ولایت پر بھی استقلال سے قبضہ کرے ملک تلبغہ حاکم جزیرہ کوہ اور ملک تیمور حاکم چندیری اور ملک
تل افغان کہ امراے عمدہ اور نامی اُسکے سے تھے اس ارادہ پر مطلع ہوئے اور اجتماع کر کے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے واقف
ہوئے زحمت بیہودہ لیجانا کچھ فائدہ نہین رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کر اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش ہو دہلی کیطرف
مراجعت کر جب خسرو خان نے جانا کہ کام آگے نجاویگا بالضرورۃ معبر کو امراے عمدہ کو سپرد کر کے دہلی کی معاودت کا عازم ہوا
اور امرا کہ ایسی خدمت پیش لیجا کر سو طرح کی اُمید تحسین اور سرافرازی کی رکھتے تھے عرائض مبنی حقیقت حال درگاہ سلطانی میں
ارسال کین لیکن بادشاہ نے کہ خسرو خان کی محبت اور اُسکے وصال پر عقل و خرد برباد دی تھی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جہان
پہونچا ہو اُسے پالکی مین سوار کر کے ہر منزل مین کہار رسم پہونچا کر بسرعت تمام حضور مین روانہ کرین امرا نے حکم کے موافق
عمل کیا اور سات دن میں اسے دہلی مین پہونچایا اور جب خسرو خان نے ملازمت کی اُسوقت کہ بادشاہ کو اُسکی آرزو تھی
گریہ و زاری آغاز کر کے التماس کی کہ امرا میری ہمراہی سے ننگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس تہمت بن تہمت کے
ساتھ نمکحرامی کے منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شیدا تھا اُسکے دروغ کو سچ سمجھکر امرا پر بدظن ہوا اور جبکہ امراے تر تیجواں
اُسکے داخلہ کے بعد آنے ہرچند اندیشہاے فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیے اور اپنے صدق دعوی پر گواہ
گذرانے کچھ فائدہ نہوا بلکہ طریق مکابرہ اور دلائل ناصواب اختیار کر کے اُنھین منصب اور جاگیر سے معزول کیا اور
نظر بند کر کے دربار داری سے ممانعت فرمائی اور ولایت چندیری کو تغیر کر کے اُسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلبغہ کو
تا نجھ مارے اور جاگیر اس سے لیکر قیدخانہ مین بھیجا اور گواہوں کو زیر چوب لاکر بیعزت کیا اور تمام خلائق کو
معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ مین کلام کرنا پشیمانی کے سوا فائدہ نہین دیتا پھر سب گونگے اور بہرے ہو کر

خاموش ہوئے اور ہر حیلہ و تدبیر سے بعضوں نے آپکو سرحد کیطرف کھینچا اور نکل گئے اور بعضوں نے خسرو خان سے آمیزش کر لی اُسکے بعد روز بروز سلطان اُسکے عشق و محبت میں بیخود ہوتا جاتا تھا اور نائرہ عشق زیادہ تر شعلہ زن ہوتی جاتی تھی اور خسرو خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر میں تھا اور جہانداری کی ہوس کرتا تھا اور بہاءالدین دبیر اس سبب سے کہ سلطان نے تعداً اُسکی منکوحہ کا ناموس کیا تھا ساتھ خسرو خانکے متفق ہوا اور خسرو خان نے عزم ملوکانہ اختیار کیا اور شروع مطلب کرکے ایک روز خلوت میں عرض کیا کہ بادشاہ ازروے بندہ نوازی کبھی کبھی مجھے تسخیر ولایت کیواسطے فوج کی سپہ سالاری دیکر بھیجے اور جو امرا کے تابع بہ سبب تفوق تو اور قبیلہ برکشی کرتے ہیں اور طائفہ قوم پرواران عشائر اور قبائل بندہ سے بہت ہیں اگر حکم ہووے میں بھی اپنے قبیلہ کو جمع کرکے صاحب استعداد جون سلطان موصوف نے اس امید سے کہ اُنمین بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہو بشوق تمام التماس اُسکے پذیرائی اور اُنکے طلب کی اجازت دی خسرو خان نے اس بہانہ سے اکثر ہنود گجرات کو کہ ناداری کے سبب اوقات بسر نکر سکتے تھے ہر طرح تسلی کرکے بیس ہزار گجراتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کرکے سامان عراق انکا آراستہ کیا اور قوت و مکنت تمام پیدا کرکے گجراتیون وغیرہ سے چالیس ہزار سوار و انصار اُسکے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے داعیہ کے درپے اور بحید تر ہوکر سیر قمرہ قمار اور یوسف صوفی اور مثل انکے مفسدان دہلی سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے صلاح کرکے منتظر وقت ہوا اس درمیان میں سلطان سیر سادہ کیطرف شکار کیواسطے روانہ ہوا خسرو خان اور اُسکے بھائی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکارگاہ میں قتل کریں سیر قمرہ قمار اور یوسف صوفی اِس ارادہ سے مانع ہوئے اور بولے کہ سلطان کو اگر ہم راستہ میں قتل کرینگے احتمال رکھتا ہو کہ اُسکا لشکر ہمارا تعاقب کرے اور اُسکے انتقام میں زندہ نچھوڑے انسب یہ ہو کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہو دفعتہً ہم داخل ہوں اور سلطان کا کام تمام کریں اور امرا کو مکانسے بلاکر اپنے پاس نگاہ رکھیں اگر ہماری اطاعت قبول کریں فبہا والا انھیں بھی قتل کریں اور جب سلطان شکار سے مراجعت کرکے دہلی میں آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر اور عیش میں مشغول ہوا نظم بجزم و لے زان طرف بازگشت ٭ سوے بزمگاہ آمد از کوہ و دشت ٭ و لے غافل از کینۂ روزگار ٭ کہ خواہد شدن چون سرانجام کار ٭ خسرو خان حصول مطلب میں مستعد ہوا ایسے وقت میں کہ جو کچھ سلطان سے التماس کرے سلطان حاکم شہوت کے حکم سے قبول کرے نیکسوا دوسرا چارہ نرکھتا ہو عرض گذار ہونا چاہیے کہ اکثر اوقات بندہ دیر تک رات کو خدمت میں حاضر رہتا ہو جب اُسوقت رخصت حاصل ہوتی ہو تب بھی غریب خانہ نہیں جا سکتا شبخانہ سرکاری میں رات بسر کرتا ہو اور میرے بھائی اور اقارب جو میرے دیکھنے کیواسطے اپنا گھر بار چھوڑکر گجرات سے آئے ہیں میری صورت مہینوں نہیں دیکھ سکتے ہیں امیدوار ہوں کہ دربانوں کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اُس جماعت کو رات کے آنے سے مانع اور مزاحم نہووین نہایت مرحمت ہو تو شب کو اُنکی خدمت میں بفراغ خاطر حاضر ہو سکوں بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب زیادتی سامان وصال معلوم کرکے بلا توقف کنجیان دروازوں کی خسرو خانکے سپرد فرمائیں اور کہا تجھسے اور تیرے بھائیوں سے اعتمادی اور اعتباری زیادہ ترکون ہو لیجئے دولتخانہ کا اہتمام تیرے عہدہ میں ہی خسرو خان نے کنجیوں کا ملنا فال مبارک جانکر گویا زمام بادشاہی اپنے کف اقتدار میں پائی نظم چو دید و رزید آنچنان حال را ٭ دلیل ظفر یافت آن فال را ٭ ازان فال فرخ دل خسروی ٭ چو کوہ قوی یافت پشت قوی ٭ جب درگاہ سلطانی بالتمام بھائیوں کے تصرف میں آئی وہ جماعت بیباک سفاک فرقہ فرقہ مسلح مکمل ہوکر شب و روز شبخانہ خسرو خانمیں فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسرو خان اس خیال میں ہے لیکن بادشاہ کی غفلت سے کسی کو یہ مجال نتھی کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امرا کہ نوبت اُنکی چوکی کی ہوتی تھی

دل وجان سے ہاتھ دھوکر نوبت گاہ مین آتے تھے غرضکہ دو روز بیشتر اُس سے کہ سلطان کا قضیہ مشخص ہووے قاضی ضیاءالدین مخاطب
بقاضی خان کہ ساتھ وفور علم وعمل کے اتصاف رکھتا تھا اور اُسکا بادشاہ پر حق تعلیم تھا اور بادشاہ نے کنجیان دروازہ ہائے
حرم اور باہر کی اُسے سونپی تھین دل اپنی جان اور ناموس سے اُٹھاکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض
کی اے بادشاہ خسرو خان قصد غدر رکھتا ہے اور خرد و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہین بادشاہ مقام امتحان مین آوے اگر یہ بات
خلاف ہو گیا بہتر اعتماد خسرو خان کا زیادہ ہوگا اور اگر عیاذاً باللہ سچ ہووے بادشاہ ہوشیار رہے کسواسطے کہ جان ایک جوہر
لطیف ہے اور معاملہ بادشاہی اور ملک داری کا بدون رعایت حزم و ہوشیاری کے نمشیست نہین قبول کرتا ہے ہرچند قاضی نے
اس قبیل سے بہت سمجھایا چونکہ خسرو خان ان دنون بادشاہ کی خدمت مین ہمیشہ حاضر رہتا تھا اور سلطان کے مدعائے دلی مین کہ
دخل سے مراد ہے مسلوک ہوتا تھا نہایت شیفتہ تھا قاضی کو درشت کہا اُسیوقت خسرو خان آنکھو عورتون کی طرح ہر ہفت (یعنے سنگار ۱۲) کرکے
یعنے ہر سنور کے دروازہ سے در آیا سلطان نے اُسے دیکھکر بزبان حال فرمایا **بیت** اگر ہزار جفا سرو قامتے بکند ؎ بجو خود
بیاید عذرش بپای آوردن ؎ اور اگر در راہ سے اُسے آغوش مین کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا تھا اُسے حرف بحرف سُنایا
بیت مبادا اشت طبع نازنینش ؎ ہمیشہ گرہ اندر آستینش ؎ اشک گوہر رنگ اپنے صدف چشم سے رخسار گلگون پر روان کیے
اور نہایت ناز و انداز سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پر نہایت لطف مبذول ہے تمام لوگون نے میرے قتل پر بیڑا اُٹھایا ہے
اور جب تک میری جان نہ نیکلے انکھین چین نہ آویگا بادشاہ دلبر کے رونے سے بیتاب ہوا اُسے آغوش مین لیا اور بوسہ اُسکے
رخسار پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھہ کہ مین تیرا ایک بال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہون تجھے بدگویون کے دغدغہ سے کیا پروا ہے
بیت سر سودائے تو ہرگز زسر ما نرود ؎ بردد این سر سودا و سودا نرود ؎ اور بعد تسلی و تشفی اُسے مکان کی رخصت دی اس
ا جرے کے وقوع سے دوسری شب کو تمام حرام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنے ہزار ستون مین داخل ہوکر
کمین مین بیٹھے اور جب پہر رات گذری محل آسایش مرغ و ماہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سوا کہ وقت اُنکی چوکی کا تھا اپنے
مکان مین گیا اور کوئی نہ رہا قاضی ضیاءالدین چوکیدارون کی تحقیق کے واسطے ہزار ستون مین در آیا خسرو خان کے چچے
جسکا نام مندل تھا قاضی سے ملاقات کرکے باتون مین لگایا اور قاضی کو اپنے ہاتھ سے ایک بیڑا پان دیا قاضی کو اجل خواب غفلت
مین لیگئی اُسیوقت جاہریا نگ نام ہیلداری جسنے قاضی خان کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آنکر ایسی ضرب
شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور اسقدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور دو تین نفر جو قاضی کے ہمراہ تھے بھاگ کر
شور مچانے لگے کہ قاضی خان شہید ہوئے چوکیدار اس واقعہ کی تحقیق مین اُٹھے خسرو خان کے لوگ قرار کے موافق تلوارین کھینچکر
ہزار ستون مین آئے اور غلغلہ عظیم برپا ہوا بازار قتل نے رواج پایا بادشاہ کہ خسرو خان کو اپنی جان سے عزیز رکھتا تھا
پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے خسرو خان نے لب بام آنکر ایک لحظہ توقف کیا اور شاہ کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ چوکی خانہ کے
گھوڑے جو ہزار ستون مین لائے ہین سائسون کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہین لوگ اُنکے پکڑنے مین مشغول ہین اس عرصہ مین جاہریا
اور بھائی اُسکے ہزار ستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہونچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربانونکو قتل کیا غوغا
نزدیک پہونچا بادشاہ بدحواس ہوکر ایستادہ ہوا اور سمجھا کہ کام قبضہ اختیار سے درگذرا حرم کیطرف متوجہ ہوا کہ شاید اس مخمصہ
سے نجات ملے خسرو خان نے دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم مین داخل ہوا خدا جانے ہاتھ آوے یا نہ آوے یہ اندیشہ کرکے نہایت
مردانگی سے پیچھے سے دوڑکر دست تظلم سے بادشاہ کے سر کے بال پکڑے اور بادشاہ نے بعد تلاش بسیار بسبیل عادت

اُسے اپنی ران کے نیچے کھینچا لیکن اُس بجیا نے شاہ کے بال ہاتھ سے نہ چھوڑے یہانتک کہ اُسکے رفیق پہونچے اور اُسنے فریاد کی مجھے ہوشیار رہنا جاہر نے ایک ضربت شمشیر سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے موے سر پکڑ کے خسرو خان کو اُسکے سینہ سے نکال لیا اور اُس تاجدار کا سر جو سزاوار تاج تھا تن سے جدا کر کے ہزار ستون کے نیچے پھینکدیا نظم نہنگان غذا رجوں بہ ہل بست × میان ہیل تن برکشادند دست × زدندش یکے زخم پہلو گذار × کہ از خون زمین گشت چون لالہ زار × مردم نوبت تماشائی بادشاہ کا سر خاک و خون میں غلطان دیکھکر متفرق ہوئے اور حسام الدین خسرو خان کا بھائی اور جاہر مع دیگر ہندو وخاص محل میں داخل ہوئے فرید خان کی والدہ یعنے بادشاہ علاء الدین کے حرم کو قتل کیا اور سلطان فرید خان کے فرزندون اور علیخان اور عمر خان کو تیغ ظلم سے مذبوح کیا اور حرم سلطانی سے جو چاہا وہ کیا مصرع ہرکس کہ چنان کند چنین آید پیش × اور خسرو خان نے چراغ و مشعل بہت روشن کر کے آدمی امرا کی طلب میں بھیجے عین الملک ملتانی کہ اندنون دیوگڑھ سے آیا تھا اور ملک فخر الدین محمد جونا کہ آخر کو صبتی سلطان محمد تغلق شاہ خطاب پایا تھا اور وحید الدین قریشی اور قرابیگ کے فرزند اور باقی امرا کو جو غافل بیٹھے اُنکے مکانون سے بلواکر ہزار ستون کے بام پر اپنے پاس نگاہ رکھا اور کفران نعمت کی شامت سلطان علاء الدین فیروز شاہ خلجی کے شامل حال اور اولاد اور احفاد اور اہل بیت سلطان علاء الدین کے ہو کر بنیاد اس سلسلہ کی ساتھ بدترین طریق کے وقوع میں آئی اور یہ قضیہ ربیع الاول کی پانچوین تاریخ کی شب کو سنہ ۷۲۱ سات سو اکیس ہجری میں ظہور میں آیا جب صبح ہوئی انبوہ کثیر اور جم غفیر برواران کا اور خسرو خان کے متابعون کا جمع ہوا اور خسرو خان نے امرا کو اپنے حضور نگاہ رکھا اور اپنا نام سلطان ناصر الدین رکھکر سریر سلطانی پر قدم رکھا اور امرائے قطبی مثل عین الملک ملتانی اور ملک جونا محمد تغلق شاہ کو جبر آگے تخت کے استادہ کیا بیت بجاے سرو بن جاے گرد در نشین × بگیرد گیا جاے سرو سہی × اور اُسیوقت ایک جماعت کثیر غلامان علائی اور قطبی کو جو صاحب اعتبار تھے قتل کر کے زن و فرزند اُنکے ہندؤن کو بخشے اور اپنے بھائی کا خانخانان خطاب کر کے بادشاہ علاء الدین کی دختر اُسکو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زوجہ پر خود متصرف ہوا بادشاہ علاء الدین اور بادشاہ قطب الدین کے رسولوں اور لڑکیون کو اپنے آدمیون پر بخشیں اور سمی جاہر یعنے قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشندہ کو زر و جواہر سے مالا مال کر کے نہایت نوازش کی اور صندل کار اسے رایان خطاب کر کے دیوان قاضی ہونے پر مقرر رکھا اور ... خزانہ علائی اور قطبی کم کھولکر تمام لوگون کو بخشش ماہیہ عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر اوباش اور ارذال اور ... کہ حرص اور زر کی طمع سے اُسکے پاس جمع ہوئی تھی اور جنسے خدشہ رکھتا تھا سبکو تہ تیغ کر کے مطمئن ہوا اور ملک نصرت یعنے بادشاہ علاء الدین کے بھائی ... کو باوصف اسکے کہ سالہا سال سے محتاج ہوگیا تھا ... کر کے ہاں خاندان علائی سے برا پایا اور کفر و شرک نے یہ رواج پایا کہ ہندؤن نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجید دنکو بجاے کرسی کام میں لیجاتے تھے اپنے اُسپر بیٹھتے تھے اور امرائے علائی سے یوسف قمر قمار نے اعظم الملک شائستہ خان خطاب پاکر منصب وزارت پر پہونچا اور اسیکے بیٹون کو اشغال ملک رجوع ہوئے اور ملک فخر الدین جونا کے ساتھ خسرو خان نے بہت رعایت کی اور ساتھ منصب آخور بیگی کے امتیاز دیا اور ازبسکہ دیکر اُسکے احترام میں بہت کوشش کی تاکہ اُسکا باپ غازی ملک جو کہ لاہور اور دیپالپور ... فریب کھا کر اطاعت کرے لیکن ملک جونا غصہ سے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھاتا تھا اور اُسکا باپ بھی کہ قبیلہ کا سردار اور ازل جمعیت تھا اور حق شناسی اور خدا ترسی رکھتا تھا غیرت اُسکی دامنگیر ہوئی اور ولی نعمت زادوں کے انتقام کو سئین

کمر ہمت باندھی اور تین مہینے کے بعد ملک فخر الدین جونا نے آدھی رات کو فرصت پاکر دو تین آدمی معتمد دیپالپور کے راستہ میں اپنے ہمراہ لیے اور خسرو خان خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنے زوال دولت سے غمگین ہوا اور بسر قمرہ قمار شائستہ خان کو مع اور امرا نامدار اسکے تعاقب میں روانہ کیا لیکن اسکے پاس نہ پہونچا حوالی قصبہ سرستی پلٹ گیا اور غازی ملک نے اندیشہ اس روز کا کرکے چند روز اس سے پہلے قلعہ سرستی میں دو بیست سوار چھوڑے تھے ملک فخر الدین جونا چند سوار انھین سے ہمراہ لیکر دیپالپور میں پہونچا اور باپ نے بیٹے کے آنے سے محظوظ ہوکر خوشی کے نقارے بجوائے اور اسباب انتقام کے تہیہ مین امرائے اطراف و جوانب کو مکتوب لکھے اور طلب معاونت کی ایک جماعت کثیر نے خلال ملکی منظور کرکے اس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان مغلطی نام نے اُس مکتوب کے درجواب لکھا میں امیر ملتان ہون اور تو دیپالپور کا حاکم ہی بادشاہ دہلی سے مقابلہ اچھا نہین ہی غازی ملک تغلق بہرام ایبہ کہ ایک معارف ملتان سے تھا اُسنے لکھا کہ مغلطی کو درمیان سے اٹھاکر مع لشکر اُسطرف آتا ہون اور بہرام جمعیت کرکے مغلطی کے قتل اور اسباب سفر کے تہیہ مین مستعد ہوا اور ملک بیگ لکھی حاکم سمانہ باوجود اسکے کہ خسرو خان کیواسطے متفق ہوا تھا غازی ملک کی تحریر بجنسہ خسرو خان کے پاس بھیجکر خود لشکر غازی ملک کے سر پر کھینچا اور حملہ اول مین شکست کھاکر سمانہ مین آیا اور چاہا کہ خسرو خان کے پاس جاوے اس درمیان مین وہانکے زمینداروں نے یورش کرکے اُسے تلواروں سے پرزے پرزے کیا خسرو خان نے خانخانان اپنے بھائی کو چتر اور دور باش دیا اور یوسف صوفی کو کہ صوفی خان خطاب دیا تھا اکثر اپنے آدمی فدائی و اعتقادی کو غازی ملک کے دفع کیواسطے نامزد کیا اور اسی حال مین ملک بہرام ایبہ از اچہ ملتان سے مع لشکر آراستہ غازی ملک کی خدمت مین پہونچا اور سرستی کے حدود مین دونوں لشکر مقابل ہوئے اور صف مین آراستہ کین چونکہ غازی ملک اور ہمراہی اسکے اکثر جرار اور کار آزمودہ تھے اور دہ کافر نعمت رسوم جنگ اور معرکہ نام و ننگ سے ہرگز خبردار اور واقف نہ تھے غازی ملک کے پہلے حملہ کی تاب نہ لاکر شکست فاحش پائی اور جو آبرو کہ رکھتے تھے خاک مذلت پر گراکر بدبختی کی خاکستر اپنے سر پر چھڑکی اور گھوڑے ہاتھی اور خزانہ تمام چھوڑ کر نامرد اور خاسر ہوکر خسرو خان سے جا ملا اور غازی ملک فتحیابی کے بعد مراسم شکر الٰہی بجالایا اور جو کچھ غنائم اُسکے ہاتھ آئے تھے سپاہ پر تقسیم کیے اور بقوت و شوکت تمام کوچ بکوچ دہلی کیطرف متوجہ ہوا خسرو خان مضطرب ہوکر دہلی سے نکلا لیکن کوئی تدبیر نہ کرسکتا تھا بجبر بیالوسے حوض علائی مین مضطرب ہوکر حصار کو پس پشت اور باغات کو پیش رو قرار دیکر ٹھہرا اور غازی ملک تجمل اور شکوہ سے آتا تھا اور زمانہ اُسکی صفت مین کہتا تھا **بیت** تیرا باد خضر رہنما و ہمعنان یوسف مہ فغانی آفتاب من باین اعزازی آید اور جب وہ نمکحرام غازی ملک کے آنیسے خبردار ہوا دروازہ خزانہ کا کھولکر بعض سپاہیون کو سہ سالہ اور بعضون کو چہار سالہ اور بعضے کو دو نیم سالہ پیشگی تنخواہ دی اور مشائخون کو بھی زر خطیر تقسیم کرکے ایک حبہ خزانہ مین نچھوڑا اور جو اسباب تھا سپاہ کو قسمت کرکے اُس رات کو کہ جسکی صبحکو جنگ ہوگی عین الملک ملتانی اس سے کنارہ کش ہوکر مندو کیطرف راہی ہوا اور یہ امر خسرو خان کی دل شکستگی کا سبب اور سراسیمگی کا باعث ہوا لیکن باوصف اسکے صحرائے اندپت مین غازی ملک کے مقابل صف آرا ہوکر حرب مین مشغول ہوا ملک تلیقہ ناگوری اور شائستہ خان کہ دونوں اس بیدولت کے مقدمہ لشکر تھے جنگ رستمانہ کرکے مارے گئے اور خسرو خان تحمل اور مردانگی کو کام فرماکر عصر کیوقت تک جنگ مین مصروف رہا اور آخر کو برداردن کی ایک جماعت سے لپٹ کیطرف بھاگا اور راہ مین وہ جماعت اُسے تنہا چھوڑ کر متفرق ہوا **بیت**

صد یار بود بنان تنگ نیست چون کار بجان رسید کے نیست عاقبت الامر شررت دشتم ذلیل و خسلم

خسرو خان کا غازی ملک کے ہاتھ آیا اور خسرو خان ذلیل رسیدہ نہایت خوف اور سراسیمگی سے اُس رات کو تنہا ہر مقام مین چھپا اور ملک شادی کے خطیرہ مین جو اُسکا صاحب قدیم تھا پوشیدہ ہوا اور دوسرے روز اُسے گرفتار کرکے غازی ملک کی خدمت مین حاضر لائے غازی ملک نے فوراً اُسکی گردن ماری اور اُسکا بھائی خانخانان کہ جو باغ مین پوشیدہ ہوا تھا وہ بھی اپنی سزا کو پہونچا بیت

در بزم عشق یکدو قدح درکش و برو ٭ یعنی طمع مدار وصال دوام را ٭

دوسرے دن کہ غرۂ شعبان سنہ ۷۲۱ سات سو اکیس ہجری تھی وضیع و شریف شہر کے خدمت مین پہونچکر تہنیت اور مبارکباد و کلید کنجیان دروازون کی سپرد کین غازی ملک سوار ہوکر شہر مین آیا اور جب ہزار ستون مین پہونچا گریہ و زاری کی اور تاسف کرکے مراسم تعزیت سلطان قطب الدین اور اُسکے فرزندون کے بجا لایا اُسکے بعد حاضرین سے باواز بلند کہا کہ مین بھی ایک تم مین سے ہون الحمد للہ کہ مین نے انتقام اپنے ولی نعمت کا اُس کور نمک سے لیا اب ولی نعمتون کی نسل سے اگر کوئی وارث ہو تو اُسے سریر سلطنت پر بٹھا کر ہم سب اُسکی خدمت مین کمر باندھین اور جو کوئی اُنمین باقی نہو جسکو تم لائق جانو مین بھی برضا و رغبت اُسکا حلقۂ اطاعت زیور گوش کرون سب متفق ہوکر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہون کے فرزندون مین سے کوئی نہین رہا اور عرصہ سے تو برابر مغل کے بیچتا رہا ہے اور اب آپکو سپر تمام اہل ہند کا بنا کر تونے بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا ہے اور اب جو یہ کام اور انتقام اپنے اولیاے نعمت کا اُنکے دشمنون سے لیا یہ حق دوسرا ہے کہ خاص و عام پر ثابت کیا اس صورت مین بادشاہی اور اولوالامری کے لائق تیرے سوا دوسرا نہین ہے یہ کہکر غازی ملک کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر متمکن کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب دیا مدت سلطنت سلطان قطب الدین چار برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان نمکحرام کی حکومت چند روز کم پانچ مہینے تھے ۔

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا ۔ مورخین ہندوستان متقدمین اور متاخرین سے غافل ہوکر کسی نے اصل و نسب تغلق شاہیہ قوم قلم تحقیق نہ کیا ہے اور مولف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے اوائل سلطنت مین سلطان ابراہیم عادل شاہ کیطرف سے بلدۂ لاہور مین پہونچا تھا وہانکے بعضے آدمیون سے جنھین تواریخ شاہان ہندوستان کے پڑھنے کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبرداری کی استفسار اصل و نسب خاندان تغلق شاہی کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہمنے بھی صریحاً کسی کتاب مین نہین دیکھا ہے لیکن اس ملک مین مشہور ہے کہ ملک تغلق پدر بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے سلک غلامان ترک مین انتظام رکھتا تھا اور مردم جیت کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک کی ہے وصلت کرکے اُنسے لڑکی لی اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اُسی کے بطن سے پیدا ہوا اور ملحقات مین مسطور ہے کہ تغلق اصل مین قتلغ تھا اور قتلغ لفظ ترکی ہے اور مردم ہند نے استعمال کیوقت قلب کرکے تغلق کیا ہے اور بعضون نے قتلغ کو قتلو کیا ہے القصہ جب بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ بعد قتل خسرو خان اور اپنے ولی نعمت کے قاتلون کے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا احوال مملکت جو ویرانی پر رو لایا تھا اصلاح مین لایا اور مقبول قلوب ہوکر علاج رعایا اور برایا کیطرف رغبت کی ؎ نظم ؎

برومند بادا ہمایون درخت ٭ کہ در سایۂ او توان برد رخت ٭
گر از میوہ آرایش خوان دہد ٭ گر از سایہ آسایش جان دہد ٭

اور وہ بادشاہ حکیم و کریم و عاقل و حلیم تھا اور اُسکی طبیعت مین عصمت اور پاکیزگی طبعی تھی اور اوقات خمسہ نماز کو با جماعت گذارتا تھا اور صبح سے شام تک کچہری مین اجلاس کرکے احوال مردم اور امور مالی و ملکی مین مشغول ہوتا تھا اور علائی کے بازماندون کی نسبت نہایت ادب اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک جماعت کو کہ سلطان قطب الدین کی زوجہ کو قبل انقضائے عدت خسرو خان نے عقد باندھا تھا سزاے اعمال کو پہونچایا اور ملک

تمیز الدین جونا کو جو خلاف الصدق اُسکا اعتقاد لیعہد کیا اور عطا سے چتر سے اُسکا سر فرقدان پر پہونچایا اور الغخان خطاب دیا اور علاوہ اسکے اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفرخان اور محمود خان اور نصرت خان مخاطب فرمایا اور بہرام ابیہ کو جو اُسکا منھ بولا بھائی تھا کشلو خان خطاب دیکر اقطاع ملتان اور تمام بلاد سندھ اُسے تفویض فرمائی اور ملک اسد الدین بھتیجے اپنے کو باربک اور ملک بہاء الدین بھانجے کو عارض ممالکت یعنے بخشی فوج یا سالار خوج کیا اور سمانہ اُسکی وجہ جاگیر مین مقرر کیا اور ملک شادی جو اُسکے داماد کا بھائی تھا دیوان وزارت کی کار فرمائی اسکے تعلق کی اور اپنے منھ بولے پسر کو تاتار خان خطاب دیکر ظفر آباد کی جاگیر عنایت فرمائی اور ملک برہان الدین پدر قتلغخان کو دیوگڈھ کی وزارت اور قاضی صدر الدین کو صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سماء الدین کے تفویض کی اور ملک تاج الدین جعفر کو ممالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور اشغال بھی ہر شخص کے فراخور حال تقسیم ہوئے اور استحقاق اور لیاقت کام کی جبتک کسی شخص مین مشاہدہ نکرتا وہ کام ہرگز اُسکے سپرد نکرتا اور مردم قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نرکھتا اور جسوقت فتحنامہ کسی مقام سے پہونچتا یا کہ خدائی کسی شاہزادہ کی وقوع مین آتی یا اُسکے فرزند پیدا ہوتا جمیع صدور وا کابر و علما و مشائخ اور امرا کو باندازہ مدارج انعام عطا فرماتا اور گوشہ نشینون اور متوکلون کی خبر لیتا اور اُنکے احوال پر تفقد کرتا اور جس شخص کو اپنے اہل ممالک سے پریشان دیکھتا اُسکا احوال استفسار کرکے اُسکے تدارک مین مشغول ہوتا اور دروازے مغل کے آنے کے ایسے مسدود کیے کہ مغل کو اُسکی مدت سلطنت مین ہندوستان دیکھنا نصیب نہوا اور عمارت بنانے کی رغبت تمام رکھتا تھا عمارت قلعہ تغلق کے سوا اور بھی بنائین اُسنے تعمیر فرمائین اور مسکرات سے پرہیز کرتا اور آبکاری کی ممانعت مین مبالغہ فرماتا اور وہ سلوک کہ حالت امارت مین ساتھ اہل بیت اور غلامون اور چاکرون اور فرمانبردارون قدیم کے کرتا تھا انحراف نکیا اور ملوک علائی کو نوازکر مراتب اور جاگیرات اُنکی مقرر رکھے اور ملک ضیاء الدین کہ بساطین الانس اُسکی تصنیف ہے اور مؤلف اس کتاب نے اُسکو مختصر کرکے منصب دبیری عنایت فرمایا اور خواجہ خطیر اور ملک انور جنیدی اور خواجہ مہذب بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک اعتبار رکھتے تھے سرفراز کیا اور ساتھ مواجب اور انعام سے خوش کرکے دربار مین بیٹھنے کا حکم دیا اور قوانین اور ضوابط سلاطین ماضیہ استقامت ملک اور انتظام احوال خلق مین وضع کیے تھے اُنسے پوچھتا تھا اور پیروی اُسکی کرتا تھا اور اس اُمر سے کہ باعث آزار و محنت خلائق ہوا احتراز کرتا اور جس شخص سے قدرے اخلاص معائنہ فرماتا درجہ عالی مین پہونچاتا اور جس کسی سے خدمت شائستہ ظہور مین آتی ساتھ مراحم خسروانہ کے جلد انعام بخشتا اور معاملات جہانداری مین ساتھ اعتدال کے کام فرماتا اور افراط اور تفریط سے اجتناب کرتا اور خزانہ علائی کو کہ خسرو خان نے اضطرار اور اضطراب سے خلائق پر قسمت کیا تھا کچھ تدبیر اور تدریج اور کچھ شدت و توبیخ سے تحصیل کرکے اسی طرح سے معمور اور مملو کیا اور زر بقایا مطالبات مین تامل کرکے لاکھ سے ہزار اور سو سے دس اختصار کرکے وصول کیا اور سہاموں کو علاقون پر اس لحاظ سے نہ بھیجا کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت روا رکھینگے اور دوسرے برس جلوس کے سبب لدر دیو حاکم ورنگل نے باج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت دیوگڈھ بھی بے انتظام ہوئی تھی الغخان کو بعض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چندیری اور بداؤن اور مالوہ وغیرہ ہمراہ کرکے شوکت بادشاہی تلنگ کیطرف بھیجا الغخان وہان پہونچکر نہب و غارت مین مشغول ہوا اور لدر دیو نے بھی سرکشی اور متمردی سے حرب ہائے عظیم اور معرکہ ہائے شدید کیے اور برخلاف گذشتہ مع افواج دہلی تلاشہائے خوب کرکے نامردیہائے سابق کی تلافی کی آخر کو پسپا ہوکر حصار ورنگل مین محصور ہوا اور جو اُنھین دنون مین برج اور دیوارین قلعہ کی مستحکم کی تھین الغخان نے بعد

بساطین الانس

۲۴۳

محاصرہ کرنے کے اظہار عجز نہ کرکے ہر روز آثار شجاعت و جلادت ظاہر کیے اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقتول ہوئی پھر الغخان تیاری دمدمہ اور سرنگ میں مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار ورنگل فتح ہو دے لدر دیو نے عاجز ہو کر الغخان کے پاس ایلچی بھیجکر مال اور افیال اور جواہر و نفائس دینا قبول کرکے اقرار کیا کہ سنوات آئندہ میں بھی پیشکش ساتھ اس دستور کے کہ سلطان علاء الدین کو دیتا تھا بھیجتا رہیگا الغخان صلح پر راضی نہوا اور قلعہ کے لینے میں زیادہ تر اہتمام کیا اس عرصہ میں اُردو یعنے لشکر گاہ میں عفونت اور اس دیار کی آب و ہوا کی ناسازی سے قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہوئیں اور خلق بیشمار اور ہاتھی گھوڑے بیحساب ضایع ہوئے اور لشکر گاہ کے لوگ خبریں متوحش مشہور کرتے تھے اور مقارن اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ تک خبر دہلی سے نہ ہونچی اور حال آنکہ ہفتہ میں دو مرتبہ قاصد ڈاک چوکی دہلی سے آتے تھے اور شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کہ اس عرصہ میں ہندوستان میں آنکر الغخان کی ملازمت میں اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تقرب رکھتے تھے بد ذاتی سے یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ فوت ہوا اور دہلی میں فتنہ عظیم حادث ہوا ہے اور تخت سلطنت پر دوسرا شخص متمکن ہوا ہے اور اسیر بھی کہتا تھا کہ وے دونوں متفق ہو کر ملک تمور اور ملک کل افغان اور ملک کافور مہردار اور ملک تگین جو امرائے عمدہ لشکر تھے اُنکے دیرہ میں جا کر کہنے لگے کہ احوال دہلی کا اسطرح ہے اور الغخان جو تمہیں اکابر ملوک علائی سے اور اپنا شریک ملک جانتا ہے اُسنے اقرار کیا ہے کہ تم چاروں کو گرفتار کرکے قتل کرے یہ لوگ اس بات کے سننے سے مضطرب ہوئے اور لشکر میں ہراس عظیم برپا ہوا اور ہر شخص کے بعد صبح سینگ سمائے مفرور ہوا اور الغخان بھی سراسیمہ ہو کر اپنی چند خواصوں سے دیوگڑھ کیطرف بھاگا اور اہل حصار نے برآمد ہو کر تلنگ کی سرحد تک تعاقب کیا اور خلق بیشمار مقتول ہوئی اسی حالت میں ڈاک چوکی کہ ان لوگوں کی اصطلاح میں الاغ کہتے تھے مع فرمان دہلی سے پہونچے اور بادشاہ کی سلامتی کی خبر منتشر اور متیقن ہوئی الغخان بصحت و عافیت دیوگڑھ میں پہونچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم کیا اور اُن چاروں سرداروں نے کہ آپسمیں اتفاق کرکے لشکر سے برآمد ہو کر جدا ہوئے تھے حشم و خدم زائل ہوا اور ساز و سلب اُنکا کفار کے ہاتھ آیا اور ملک تمور چند آدمیوں سے زمینداران تلنگ میں جاکر مر گیا اور ملک تگین کو ہندوان مرہٹ نے قتل کرکے اُسکا پوست الغخان کے پاس بھیجا اور ملک کل افغان اور عبید شاعر اور ملک کافور اور دیگر مفتریوں کو گرفتار کرکے الغخان کے روبرو دلائے الغخان نے انھیں مقید کرکے دہلی میں روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیری میں سبکو زندہ درگور کرکے خوش طبعی اصل پرنزلی اور اُنکی اولاد و احفاد کو جو دہلی میں گرفتار تھے انھیں بھی ہاتھیوں سے پامال کیا اور جب الغخان دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دیوگڑھ سے دہلی میں آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی اور چار مہینے کے بعد لشکر گران لیکر دیوگڑھ کے رستہ سے ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور شہر بیدر کے قلعہ کو جو تلنگ کی سرحد میں تھا اور ورنگل کے راجہ سے تعلق رکھتا تھا مع بعض اور قلعوں کے کہ اثنائے راہ میں تھے مسخر اور مفتوح کیے اور اپنے معتمدوں کے سپرد کرکے راستوں کے ضبط کا ذمہ دار انکو کیا اور خود ورنگل کیطرف راہی ہوا اور مدت قلیل میں جبراً اور قہراً اُسے بھی سر کیا اور از روے انتقام بہت سے ہندو تہ تیغ کیے اور لدر دیو کو مع اہل و عیال اسیر کرکے مع فیلان اور خزانہ تلنگ ہمراہ بید المخاطب قدر خان اور خواجہ حاجی نائب عرض ممالک کے مع فتح نامہ دہلی میں روانہ کیا اور اس بشارت پر اشاعت سے دہلی میں آئینہ بندی اور محفل جشن برپا ہوئی الغخان نے مملکت تلنگ اپنے امرائے معتبر کے سپرد کرکے ورنگل کا نام سلطان پور رکھا اور خود بطریق سیر جاج نگر کیطرف روانہ ہوا اور وہاں کے راجہ سے چالیس زنجیر فیل لیکر باپ کی خدمت میں بھیجا اور ورنگل میں جاکر حسب الحد عاسرامان اور رعایائے اس ولایت کی کرکے مظفر اور منصور باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ۷۲۴ھ سات سو چوبیس ہجری میں عرضیاں لکھنوتی اور ستار گانؤں سے پہونچیں کہ امرا اور حکام نے ۷۲۴

بادشاہ

دہانکے دست تظلم دراز کیا ہے اور کوئی طریقہ ظلم و جبر کا فروگذاشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے افواج بحر امواج فراہم کی اور
الغخان کو اپنا نائب کر کے دہلی مین چھوڑا اور خود بہ نفس نفیس ہندوستان کی حد شرقی کیطرف نہضت فرمائی اور جب ترہت مین پہونچا
سلطان ناصر الدین ولد بادشاہ غیاث الدین بلبن جو عہد خلجیہ مین اُسکی سلامتی نفس کیواسطے اُسکی جاگیرات مین تغیر ہوا تھا اور
گوشۂ لکھنوتی مین رہتا تھا تغلق شاہ کی تاب مقاومت نہ لایا اور قضائے الٰہی پر راضی ہو کر ترہت مین جاکر شاہ سے ملازمت کی اور
تحف و ہدایا سے کثیر پیشکش کیے اور تتارخان کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا منھ بولا فرزند تھا ستارگانون اُسکے نامزد ہوا
اور وہان کے حاکم بہادر شاہ کو جو امرائے علائی سے تھا اور داعیہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کر کے درگاہ مین لایا اور تغلق شاہ نے
ناصر الدین کو چتر دیکر بدستور سابق لکھنوتی اسکی جاگیر کیواسطے مقرر رکھی اور محافظت ستارگانون اور کنور بنگالہ اس سے
رجوع کر کے عازم مراجعت ہوا اور فتوح السلاطین مین وارد ہے کہ مراجعت کے وقت جب رایت بادشاہ غیاث الدین نے
سایہ وصول ترہت مین ڈالا راے ترہت ہزیمت کر کے جنگل مین بھاگا اور تغلق شاہ اسکے پیچھے تعاقب مین جنگل کے
درون مین در آیا اور خود بہ نفس نفیس تبر ہاتھ مین لیکر چند درخت قطع کیے آدمیون نے جب حال اسطرح دیکھا خرد و بزرگ
درخت قطع کرنے مین مشغول ہوئے اور تھوڑی فرصت مین ایسا صفا کیا کہ گویا کبھی گھاس بھی نہ اُگی تھی اور بادشاہ دو تین روز
کے بعد حصار ترہت مین داخل ہوا دیکھا سات خندق پر آب اس قلعہ کے گرداگرد تھے اور ایک راہ باریک کے
سوا دوسرا رستہ نہ رکھتا تھا باوجود اسکے ہمت ملوکانہ مصروف رکھکر دو تین ہفتہ مین اُسے مفتوح کیا اور وہان کے راجہ کو
دستگیر کر کے ترہت احمد خان ابن ملک تلبغہ کو دیکر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طی کی لشکر پر سبقت کر کے بطریق عجلت
دار السلطنت کیطرف متوجہ ہوا اور غافل اس سے کہ اجل اُسکا گریبان پکڑ کے کھینچتی ہے الغخان نے جب سنا کہ باپ
تاخت کیطرح متوجہ ہے افغان پور کے قریب ایک قصر تین روز کے عرصہ مین احداث کر کے انجام کو پہونچایا کہ جسوقت باپ
وہان پہونچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آراستہ کر کے تمام اسباب سلطنت اور لوازم تجمل مہیا ہو تا بشکوہ تمام شہر مین داخل
ہووے جب سلطان وہان پہونچا سبب احداث عمارت دلپذیر لاکر وہان نزول کیا اور تغلق آباد مین شادی کا سامان مہیا
کیا اور قبہ لشا نے دوسرے دن الغخان اور تمام امرا نائل بادشاہ پر بوسہ دینے سے سرفراز ہوئے اور سلطان ساتھ
ایک جماعت کے کہ استقبال کیواسطے آتے تھے اُس قصر مین بیٹھکر طعام کھانے مین مشغول ہوا جب دسترخوان
بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ اُسیوقت سوار ہو گا دست ناشستہ نکل آئے اور الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی
وہ بھی اسپ و فیل اور تمام پیشکش گذراننے کیواسطے کہ ہمراہ لایا تھا باہر آیا اس درمیان مین اس مکان کی چھت گر پڑی
بادشاہ مع پانچ آدمیون کے اُسکے نیچے دب کر جوار رحمت حق مین پیوستہ ہوا اور بعضی تواریخ مین مسطور ہے کہ جو قصر نو ساختہ
اور تازہ تھا ہاتھیون کے دوڑنے کے صدمہ سے گر پڑا اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بنانا اس قسم کی عمارت کا کچھ ضرور نہ تھا
ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ الغخان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہو اور ضیاء برنی جو بادشاہ فیروز کے عصر مین تھا اور بادشاہ
فیروز کو سلطان محمد سے اعتقاد و کمال تھا اُسکے ملاحظہ سے یہ معنے نہ لکھے لیکن ارباب بصیرت کی ضمائر پر پوشیدہ نہو کہ یہ
حکایت عقل سے بہت بعید ہے کسواسطے کہ الغخان اپنے باپ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر تھا یہ کرامت کہان
رکھتا تھا کہ اسکے نکلتے ہی چھت گر پڑی اور سب سے رنگین زیادہ یہ صدر جہان گجراتی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ الغخان نے یہ عمارت
ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر پڑی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ مین تحریر کیا

ہو کہ جسوقت بادشاہ ہاتھ دھونے میں مشغول تھا بجلی آسمان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت توڑ کر اُسکے سر پر گری چنانچہ یہ روایت بتقدیر وقوع صاحب صحت کے اقرب دکھائی دیتی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وکان ذالک فی شہر ربیع الاول ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری زمان سلطنت سلطان تغلق شاہ چار برس اور چند مہینے تھا اور امیر خسرو کہ عہد بادشاہ علاء الدین میں ہزار تنکہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین کے عہد میں معاش کے سبب سے بہت فراغت رکھتا تھا اور تغلق نامہ کہ نسخہ اُسکا کمیاب ہے اُسکے نام نامی میں لکھا

ذکر سلطنت سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ کا

سلطان اعظم نے بعد وفات پدر رسوم عزا تین روز قائم رکھا آخرش تعزیت ساتھ خوشحالی اور محنت ساتھ عیش کے مبدل ہوئی اور جہان نے جوانی از سر نو حاصل کی اور اعظم شاہ نے امراے بزرگ کے اتفاق سے بجاے پدر سریر فرماندہی پر قدم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سعید اختیار کرکے تغلق آباد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر میں خوشی کے نقارہ بجوائے اور آئینہ بندی ہوئی اور کوچے اور بازار آراستہ کیے اور قرص زر سرخ و سفید ہاتھیوں پر لاد کر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ و بازار اور کوٹھوں پر اسقدر لٹائے کہ اکثر فقراے دہلی اُس روز سے گدائی سے مستغنی ہوئے اور بقیۃ العمر بفراغت بسر کی اور وہ بادشاہ عالی ہمت تھا چاہتا تھا کہ ہفت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہو اور میرا حکم جن و پری پر نافذ ہووے اور ربع مسکون ہر میرا ایک نفر ضبط و ربط رکھے اور اگر اعلام موردثی مانع نہوتا دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ کرتا ایسا سخی تھا کہ فقیر کو خزانہ دیتا اور اُسکو بھی حقیر جانتا یعنے میں نے اسے کچھ نہ دیا اور بخشش مدت العمری حاتم و معن عطاے کمترین ایک روزہ اُسکی تھی اور بذل اور ایثار کے وقت غنی اور فقیر آشنا اور بیگانہ اُسکی نظر ہمت میں یکسان دکھلائی دیتے تھے تتارخان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ستارگانوں کا والی کیا تھا اور برادر خواندہ اُسکا ہوتا تھا اُسکو بہرام خان خطاب دیکر ایک روز میں سو زنجیر فیل اور ہزار گھوڑے اور ایک کروڑ اشرفی اور چتر دورباش مرحمت فرمایا اور ولایت بنگالہ اور ستارگانوں اُسکے تفویض کی اور نہایت تعظیم و تکریم سے اسطرف روانہ کیا اور ملک سنجر بدخشانی کو اسّی لاکھ روپیہ اور ملک الملوک عماد الدین کو ستر لاکھ تنکہ اور مولانا عضد الدین اپنے اُستاد کو چالیس ہزار تنکہ ایک روز میں بخشے اور مولانا ناصر الدین کامی کو جو ملک الندما تھا ہر سال لاکھ تنکہ دیتا تھا اور ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور فاضل و دانشمند و خوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنکہ دیتا تھا اور غزنین کے قاضی کو بھی اسیقدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے حوصلہ میں نہ سماوے اور جیسا کہ نظام الدین احمد بخشی نے تحقیق کیا کہ اس تنکہ سے مراد نقرہ ہے اور کچھ مس بھی اسمین شریک تھا اور اس ایک تنکہ کے سولہ سو بل یعنے تانبے کے پیسہ دیتے تھے اور اُسکی بادشاہی میں اول سے آخر تک علما اور کبرا اور اہل ہنر اور کشتی شکستہ اُسکے عواطف اور مراحم کی اُمید میں عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان میں آتے تھے اور اس سے زیادہ ترکہ تصور کرتے تھے مورد انعام اور نوازش ہوتے تھے اور زنان بیوہ اور مفلسوں اور ضعیفوں کو جو اطراف و اکناف سے اُسکی خدمت میں حاضر ہوتی تھی زر نقد دیتا تھا اور جو شخص وطن کیطرف میل کرتا تھا وظائف مقرر کرتا اور تقریر فصیح اور شیرین کلامی میں بے نظیر تھا اور مکاتبات اور مراسلات عربیہ و فارسیہ قلم برداشتہ اور بدیہہ بول لکھتا تھا کہ نشیان عطارد رقم اُسمین حیران رہتے تھے اور ایسا خوشنویس اور خطاط تھا کہ اُستاد اُسے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع ضوابط جہانداری میں اپنا مثل نرکھتا تھا اور جودت فہم اور جودت ذہن میں علم امتیاز بلند کرتا تھا اور بدیہہ ساتھ محاسن اور وسائل شخص کے حکم کرتا اور قبل تکلم متکلم سے اُسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اس درجہ رکھتا تھا کہ مدت العمر میں

جو کچھ ایکبار سنتا فراموش نکرتا حکایات اور داستان شاہنامہ اور قصۂ ابو مسلم اور امیر حمزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم معقول خصوص علم طب اور حکمت اور نجوم اور ریاضی اور منطق مین مہارت تمام رکھتا تھا اور بیمارونکا معالجہ کرتا اور تشخیص مرض وغیرہ مین اطبائے عصر سے بحث طالب علمانہ کرتا اور الزام دیتا اور ایام شاہی مین بھی اکثر اوقات صرف معقولات و فلاسفین کرتا اور سعد منطقی اور عبید شاعر اور نجم الدین انتشار اور مولانا علیم الدین شیرازی اور علمائے حکیم طبیعیت سے ہم صحبت ہوکر کتب متقدمین کے حرف درمیان مین لاتا اور یہ عبید بعید شاعر مشہور ہے اور ہزال اور شاعر بیباک اور اراکانی تھا اور سلطان ساتھ نقلیات کے چندان صفائی نہ رکھتا تھا اور فقہا اور ارباب منقول کو اسکی مجلس مین چندان راہ نہ تھی اور نقلیات سے جو کچھ تطبیق اُسکے ساتھ عقلیات کی متصور ہوتی تصدیق کرتا تھا اور شعر فارسی نہایت خوب کہتا اور قدما کے شعر بخوبی تمام سمجھتا اور شجاعت مین بھی اپنا شبیہ اور نظیر نرکھتا تھا اور ہمیشہ ہمت والا نہمت اُسکی اسمین مصروف تھی کہ ایک ولایت تازہ قبضۂ تصرف مین لاوے اور اسی سبب سے اکثر ایام شاہی اُسکی لشکرکشی مین گذرتے اور اُس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہین کسواسطے جامع اضداد تھا اور اسے یہ بھی تمنا تھی کہ سلطنت حضرت سلیمان کی مانند باصدار احکام شرعی اور ملکی کرے اور بھی پیروی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرکے پانچون وقت کی نماز ادا کرتا اور نوافل اور مستحبات مین قیام کرکے کوئی مسکر نہ کھاتا اور زنا لواطہ یعنے لونڈہ بازی اور جمیع چیزون سے کہ اسم حرمت اسپر جاری ہووے پرہیز کرتا لیکن قہر و سیاست اور خونریزی ناحق اور تشدید اور تعذیب بندگان خدا مین بیباک تھا اور اس بارہ مین شرع اور عقل کے خلاف کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ جہان کو خلق خدا سے خالی کرے اور کوئی ہفتہ ایسا نہوتا تھا کہ موحدان اور مشائخ اور سادات و صوفی و قلندر اور نویسندہ اور لشکریون پر سیاست نفرماتا اور خونریزی نکرتا اور اوائل جلوس مین امرا اور ملوک اور اعوان اپنے کو موافق اور متفق تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو القاب اور جاگیرین مقرر کین اور ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو اپنی طرف سے باربک کا نائب کیا اور ملک بیدار خلجی کو قدر خان خطاب دیا جب شاہ ناصر الدین فوت ہوا تھا لکھنوتی کی جاگیر اسے مرحمت فرمائی اور قتلغخان کو کہ اس سے قرآن شریف اور بعض کتب فارسیہ سے پڑھی تھین اور خط کی بھی مشق اُس سے کی تھی شغل وکالت اسے ارزانی رکھا اور ملک مقبول کو لقب عماد الملکی سے سرفراز کرکے وزیر الممالک کیا اور احمد ایاز کو خواجہ جہان خطاب دیکر گجرات کا سپہ سالار کیا اور ملک مقبل کو خانجہان خطاب دیکر گجرات کا وزیر کیا اور محمد ابن قتلغخان کو الپ خان خطاب عنایت فرمایا اور ممالک گجرات سے جاگیر دی اور ملک شہاب الدین کو ملک افتخار خطاب دیکر نوساری اُسکی جاگیر مقرر کی اور ابتدائے سلطنت مین کہ ہنوز امور مملکت نے مضبوطی تمام پیدا نہ کی تھی کہ ترمشیرین خان بن داؤد خان حاکم الوس جغتائی کہ شجاعت رستم اور عدالت کسری اُسکی ذات مین جمع تھی اور بادشاہ مسلمانون کا تھا مع افواج افزون از قطرات باران اور برگ درختان لیکر ہندوستان کی تسخیر کا عازم ہوا اور ۷۲۷ھ سات سو ستائیس ہجری مین اس مملکت مین داخل ہوا اور لمغان اور ملتان دروازہ دہلی تک بعض کو تاخت و تاراج کیا اور بعض بہ قبول دا ثمان متصرف ہوا اور اطراف بلدہ کو لشکرگاہ اپنا بنایا اور سلطان محمد تغلق شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صرفہ نہ دیکھکر راہ عجز اور انکسار اختیار کی اور ایک اہل اعتبار سے سفیر کرکے نقود اور جواہر اسقدر کہ ترمشیرین خان کی سبب تسلی خاطر ہو پیشکش کیا اور ساتھ اس عرض و ناموس کے مملکت اپنی مول لیکر ایسا کیا کہ ترمشیرین خان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا لیکن گجرات کیطرف جاکر اُس ولایت کو کہ سر راہ تھی نہب و غارت کیا اور مال ایک عالم کا ہاتھ مین لایا اور بندے بہت لیکر سند اور ملتان کے

راستہ سے سالماً غانماً اپنے وطن کیطرف مراجعت کی اور ضیاء برنی نے روزگار کے ملاحظہ سے اس واقعہ کو اپنی تاریخ میں مرقوم نہ کیا اور بادشاہ محمد تغلق شاہ اسکے بعد لشکر کی ترتیب اور ضبط ملک کی فکر میں ہوا اور ولایت دور دست مانند دھور سمند اور معبر اور کنپلہ اور ورنگل اور لکھنوتی اور صیب گانون اور ستار گانون اور مواضع قریۂ دہلی کو مضبوط کیا اور ولایت کرناٹک سے لاَ اور عوض دریاے عمان کے ساحل تک تصرف میں آئی اور بعضے تعلقو کی نسبت دہانکے راجہ متعہد خراج ہو کر سال بسال واصل خزانہ کرتے تھے اور کسی مفسد اور سرکش کو یہ قدرت نہ تھی کہ نیم درم مال دیوانی سے بطریق اخفا یا تمرد نگاہ رکھے اور تمام مقدم اور راجہ اور زمیندار ممالک محروسہ اسکی خدمت کا زین پوش اپنے دوش پر لیکر مال واجب سرکار ادا کرتے تھے اور اسقدر اموال اطراف سے اُسے پہونچتا تھا کہ باوجود کثرت بذل سلطان محمد کے کسی وجہ سے خزانہ میں کمی ظاہر نہوتی تھی لیکن اواسط اور اواخر سلطانی میں باوصف ایسی مضبوطی کے ایسا تنزل واقع ہوا کہ گجرات کے سوا دیگر بلاد مذکورہ سے کوئی اُسکے تصرف میں نرہا اور باعث انحراف ملک و دولت چند چیزین تھین اول خراج درمیان دوآب کے زیادہ کرنا دوسرے سکہ تانبے اور کاغذ کا بجاے نقرہ رواج دینا تیسری مین لاکھ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماوراءالنہر کے عزم تسخیر مین ترتیب کرنا اور خزانہ علائی صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سوار آراستہ کرنا اور ہمراہ اپنے بھانجے خسرو ملک کے کوہ قراچل کیطرف کہ اُسے ہماچل بھی کہتے ہین بھیجنا پانچوین اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خراج کی حکایت یون ہو کہ بعض امور دلپذیر تصور کرکے خراج مملکت میان دوآب ایک روپیہ کی جگہ تنگنا چوگنا مقرر کیا پس یہ امر استیصال برایا اور تمرد رعایا کا سبب ہوا کار زراعت و کشتکاری معطل رہا اور امساک باران بھی دو تین برس تک ساتھ اس حالت کے ہمقرین ہوا اور قحط عظیم دہلی میں پڑا جیسا کہ اکثر مکانات خراب اور ویران ہوئے اور جمعیت مختل ہونے سے کار بادشاہی مین خلل عظیم واقع ہوا اور قصہ زرمس کا یہ ہو کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند اقالیم سبعہ کو مسخر کرے لیکن حشم و خزائن ساتھ اسکے وفا نکرتا تھا پس تحصیل کیواسطے یہ مقصود سکہ مس سے پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ مملکت چین مین زرجاو رائج ہو ہندوستان مین بھی زرمس کو دار الضرب مین سکہ مارین اور بجاے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیوین اور خرید و فروخت مین معمول رکھین اور جاو کاغذ کا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا اُسپر نقش کرتے تھے اور خلق اس دیار کی بجاے تنگہ طلا و نقرہ صرف کرتی تھی لیکن اس معاملہ نے ہند مین صورت نہ باندھی ہندوان ممالک تمام مبالغ مس سے دار الضرب مین لاتے تھے اور سکہ مارکر لاکھون اور کرورون بہم پہونچاتے تھے اور امتعہ اور اسلحہ خرید کرکے اطراف مین بھیجتے تھے اور تنگہاے زر و نقرہ کے عوض بیچتے تھے اور زرگرون نے بھی سکہ بادشاہی کی تقلید کرکے اپنے مکانون مین سکہ گڑھتے تھے اسواسطے چند عرصہ کے بعد ایسا ہوا کہ یہ حکم ممالک دور دست کے حکام نے قبول نکیا اور تمرد و سرتابی کی پھر رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ تختگاہ اور مواضع قریہ مین بھی سکہ مس درجہ اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے نادم ہوا جو چارہ نہ رکھتا تھا حکم کیا کہ جو شخص سکہ مس رکھتا ہو خزانہ مین داخل کرے اور اُسکے عوض سونا اور چاندی لیوے کہ شاید اس تقریب سے تنگہ مس اعتبار قبول کرے اور داد و ستد مین رواج بہم پہونچا دے لیکن خلق نے تنگہ ہاے مس کو مثل سنگ و کلوخ کے ماعند اپنے مکانوںمین ڈالا تھا خزانہ مین لاکر اُسکے عوض مین تنگہ ہاے زر و نقرہ لیگئے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ مسی اسیطرح بے رواج رہا اور سلطنت مین فتور عظیم پیدا ہوا اور اندیشۂ باطل تسخیر ربع مسکون مین سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب امیر نوروز داماد ترمشیرین خان جو بادشاہ زادۂ چغتائی تھا بہت امراے ہزارہ اور صدہ اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان مین آیا

اور سلطان محمد شاہ کی نوکری اختیار کی اور عراق اور خراسان نے بھی شاہزادے اور امرا اور رؤسا ملازمت میں پہونچے اُنھون نے تسخیر ایران اور فتح توران بسہولت تمام ظاہر کی ہر آئینہ سلطان محمد عزیمت جہانگیری کر کے ان لوگونکو کہ اُسطرف سے آتے تھے تالیف قلوب کے واسطے نگاہ رکھتا تھا اور زر دیتا تھا علاوہ اسکے سپاہ سرحد و نیز کہ حفاظت مملکت ضرور ہے تین لاکھ اور ستر ہزار سوار نگاہ رکھے اور گھوڑے داغ کیے پہلے سال مواجب اُنکا خزانہ سے وصول ہوا جب فرصت اُس سے نہوئی کہ اُس لشکر کو کام فرماوے اور مملکت تازہ تسخیر کرے تو تنخواہ فوج وہانسے پہونچے یا کوئی ایسی غنیمت ہاتھ آوے کہ سپاہ کی تسلی ہووے ہر آئینہ خزانہ خالی ہوا دوسرے سال لشکر متفرق ہوا اور بیرونقی تمام کار بادشاہی میں ظاہر ہوئی اور اندیشہ بھیجنے لشکر کا کوہ ہماچل مین یون ہے کہ سلطان کو فکر تسخیر ولایت چین دہماچل جو ولایت چین و ہند کے درمیان مین واقع ہے ہوئی چنانچہ سنہ ۷۳۸ھ سات سو اڑتیس امرائے نامدار اور سرداران آزمودہ کار اور لاکھ سوار کار آمدنی اپنے بھانجے خسرو ملک کے ہمراہ کر کے رخصت فرمایا کہ اول کوہستان ہماچل اپنے تصرف مین لاوین اور جس مقام مین ضرور جانیں قلعہ باندھکر اور لشکر چھوڑکر آگے بڑھیں اور سرحد چین مین پہونچکر اس سرحد مین ایک قلعہ نہایت رفیع اور مستحکم بنا کر کے اقامت کرین اور ولایت ہماچل کا انتظام بخوبی تمام کر کے عرضداشت درگاہ سلطانی مین ارسال کرین اور جب حضور سے دوسرا لشکر کمک کو پہونچے بتدریج بتدریج آہستہ آہستہ آگے بڑھکر چین کے لینے کے درپے ہووین ہر چند ارکان دولت نے کنایۃً اور تصریحاً عرض کیا کہ یہ فکر مناسب نہین ہے اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ بادشاہان ہندوستان ایک گز زمین اس ممالک سے لینے مین لائے ہون اُسنے قبول نہ کیا اور جو خسرو ملک اور امرائے بیچارہ کہ اطاعت کے سوا چارہ نرکھتے تھے روانہ ہوئے اور کوہستان مذکور مین داخل ہوے اور جابجا مناسب مین قلعے تعمیر کیے اور ایک جماعت سوار و پیادہ مقرر کر کے آگے بڑھے اور جب بہت کوہ ہائے ہماچل سے طے کر کے حوالی شہر ہائے سرحد چین مین پہونچے اور شوکت و عظمت شاہ چین کی مشاہدہ کی اور محکمی حصار اور راہ ہائے دشوار گذار اور نایابی علف کا اپنے دلین خیال کیا خوف و ہراس انکے دلون پر ایسا مستولی ہوا کہ عازم مراجعت ہوئے اور اسواسطے کہ ایام برسات پہونچا تھا اکثر راہین زیر آب ہوکر معدوم ہوئین تھین اور راستہ برآمد ہونیکا معلوم نہ تھا دامن کوہ پکڑکر سراسیمہ جاتے تھے مردم کوہستانی فرصت پاکر مسلمانون کے قتل مین مشغول ہوئے اور آثار قحط ظاہر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد اہل اسلام بہزار مشقت ایک صحرائے وسیع مین پہونچے جو اس تمام ہولناک کوہ کو پیچھے چھوڑکے تھے استراحت کیواسطے وہان توقف کیا قضارا اُس شبکو باران عظیم برسا لشکرگاہ کے دو کوہ اسطرح پانی نے گھیرا کہ گھوڑے اور آدمی پھرنے سے متعذر ہوئے خسرو ملک اور تمام آدمی دس پندرہ روز آذوقہ اور قوت لایموت کی نایابی سے ہلاک ہوئے اور ایک جماعت کہ اس لشکر سے کچھ فاصلہ پر فروکش ہوئی تھی ہندوستان کیطرف راہی ہوئی اور ہماچل کے باشندے اس قضیہ سے مطلع ہوکر کشتیون پر سوار ہوئے اور اُسمقام مین جاکر امتعہ و اسلحہ وافر لوٹکر مستغنی ہوئے اور وہ لوگ کہ ہمراہ پانی کے واسطے خسرو ملک نے چھوڑے تھے اُنھین ایسا قتل کیا کہ اُنمین سے ایک متنفس نہ بچا اور تھوڑے سے کہ سات ہزار جرثقیل کے سلامت پھرے وہ بھی سلطان محمد شاہ کی تیغ قہر مین گرفتار ہوئے اور جو قصہ سفاکی بادشاہ اور مقتولی سپاہ و رعیت کا ضمن واقعات سابق سے واضح ہوتا ہے اسواسطے ذکر اُسکا علیحدہ نہ کر کے داستان دہلی کے شکستہ ہونیکی تحریر کرتا ہے وہ یون تھی کہ بہاءالدین سلطان محمد شاہ کا پھپیرا بھائی المخاطب گرشاسپ جو امرائے کبار سے تھا اور ولایت ساغر کہ جملہ ممالک دکن سے ہے جاگیر رکھتا تھا مہمات سلطنت کی بے رونقی دیکھکر سروری

کے اندیشہ مین پڑا اور استحکام قلعہ ساگر اور کثرت خیل اور لشکر پر فریفتہ ہوکر سر اطاعت سے پھیرا اور اکثر امراے دکن کو اپنا یار کرکے تمام معمورۂ دکن کو اپنے قبضہ مین لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امرا کہ ساتھ اُسکے متفق ہوئے تھے تاب مقاومت نہ لاکر ذلیل و خوار ہوکر بھاگے اور سندو اور شادی آباد مین جاکر دم لیا اور جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خواجہ جہان کو مع چند امراے پایۂ تخت اور تمامی لشکر گجرات اُسکے دفع کیواسطے مامور کیا اور خواجۂ جہان جب دیوگڈھ مین پہونچا گرشاسپ نے بھی لشکر آراستہ کرکے اُسکا سامنا کیا دیوگڈھ مین طرفین سے آتش کارزار افروختہ ہوئی جو اثناے جنگ مین خضر بہرام کہ امراے کلان گرشاسپ سے تھا اس سے روگردان ہوکر خواجۂ جہان سے جاملا ایک فتور عظیم نے اُسپر راہ پائی اور خواجہ جہان قوی ہوا گرشاسپ نے توقف مناسب نہ دیکھا ایکبارگی میدان وغا سے مُنھ پھیرا اور ایسا بھاگا کہ ساغر تک کسی مقام مین نہ ٹھہرا اور چند روز کے بعد لشکر خصم کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا اپنی اہل و عیال لیکر کنبیلہ مین کہ ممالک کرناٹک سے ہے اور وہانکا راجہ اسکا دوست اور یکجہت تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ مین بادشاہ بھی دہلی سے دولت آباد مین آیا خواجہ جہان کو مع لشکر گران ولایت کنبیلہ پر تعین کیا خواجہ جہان نے دو مرتبہ گرشاسپ سے شکست پائی لیکن اسکے بعد جو کہ لشکر قاہرہ مجدداً دیوگڈھ سے اُسکی مدد کو پہونچا تیسری مرتبہ غالب آیا راے کنبیلہ کو دستگیر کیا اور گرشاسپ بلال دیو کے مسکن کیطرف بھاگا بلال دیو لشکر اسلام کے تعاقب سے مضطر ہوا اور گرشاسپ کو گرفتار کرکے خواجۂ جہان کے پاس بھیجا اور آپکو دولتخواہان سلطانی سے شمار کیا خواجۂ جہان نے گرشاسپ کو مقید کرکے درگاہ سلطانی مین روانہ کیا سلطان نے اسکا پوست کھچواکر بھوسہ بھروایا اور شہر مین تشہیر کرکے یہ منادی کروائی **بیت** ہر آنکو تابد سر از شہریار × سزا ایش ہمین است انجام کار × اُسوقت مین سلطان کی راے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسمان ساے کے زیر سایہ آئے ہین کسی ملک مین دار الملک مقرر کرنا چاہیے کہ بسبب اُسکے اطراف مملکت سے پہونچنا اخبار خیر و شر اور صلاح و فساد کا ممالک محروسہ کی جہات سے ساتھ دار الملک کے علی السویہ ہو اور جو کسی دیار مین ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت مین کوئی مرض پیش آوے جلد تر اُسکے تدارک اور علاج مین قیام ہو سکے غرضکہ دانایان درگاہ نے جو عرض و طول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر اُجین تختگاہ کیواسطے پسند کیا اور عرض کی کہ جو باعتبار طول و عرض وسط ہند مین واقع ہے بکرماجیت کھتری نے اسواسطے اسے اپنا دار الملک بنایا تھا اور بعض مردم حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھکر عرض کی کہ دیوگڈھ ہند کے وسط مین واقع ہے بادشاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا ہمسایگی دشمنان قوی مثل شاہ ایران و توران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہوکر حکم دیا کہ دہلی کو جو رشک مصر تھی اُجاڑ کر دیا کل خلقت صغیر و کبیر نوکر و غیر نوکر مونث اور مذکر کوچ کرواکر دیوگڈھ مین لاوین اور آباد کرین اور اکثر لوگون کو زاد راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دو اور ہر منزل مین مابین دولت آباد اور دہلی کے ایک سرا تیار کراؤ اور اُسکے راستے مین دورویہ اشجار سایہ دار لگاؤ تو مسافرین آرام سے آمد و شد کرین اور شہر دیوگڈھ کا دولت آباد نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیوگڈھ کے گرداگرد خندق کھدوائے اور دولت آباد بالا گھاٹ اور بلورہ کے قریب باغات اور حوضہات بزرگ یعنے تالاب بنوائے اور اس تغیر و تبدل سے کہ رعایا اور برایا کے حال پر راہ پایا مہمات ملکی مین تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجہ حسن دہلوی اُسوقت دولت آباد مین کہ آیہ کریمہ اَلَّتِی لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ کی شان مین وارد ہے فوت ہوکر وہان مدفون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوشی ہوائی مین کچھ نقص نہین رکھتا تھا اُسمین فقط یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اُسکے بعد کہ بادشاہ گرشاسپ کے سبب سے مطمئن ہوا

اور خستہ و بزرگ دہلی کے برآمد ہوکر دولت آباد مین ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نہضت کرکے قلعۂ کندانہ کی تسخیر
مین جو خیبر کے اطراف مین واقع ہے متوجہ ہوا اور ناگ نایک نے جو کولیان کا سردار تھا مدافعہ کیواسطے قیام کرکے جنگہاے مردانہ اور
حرب رستمانہ کی اور آفرین اور تحسین کی نداز مین و آسمان سے سُنی اور وہ قلعہ ایک کوہ مرتفع کی چوٹی پر واقع ہے اور استواری
مین ساتھہ فلک البروج کے دم برابری کا مارتا ہے اور کمند اوہام حکام صاحب اقتدار اُسکے کنگرہ کے پہونچنے سے اظہار
عجز کرتی ہے اور سلطان آٹھہ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم رہا اور سا باط بنانے اور منجنیق نصب کرنے مین سعی بلیغ اور جہد
موفورہ بیش ہونچائی ناگ نایک نے مضطرب اور بیچارہ ہوکر امان طلب کی اور قلعہ سپرد کرکے امراے بزرگ مین منتظم ہوا اور بادشاہ
نے مظفر اور منصور ہوکر دولت آباد مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور زمانہ ساتھہ مقصد دل کے گذرانا اس درمیان مین
لاہور سے خبر پہونچی کہ ملک بہرام ابیہ حاکم ملتان نقارہ خصومت کا بجاکر مملکت پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہے اور جمعیت عظیم
بہم پہونچاکر ملک گیری کا دعوی رکھتا ہے اور بیان اس واقعہ کا یون ہے کہ بادشاہ محمد نے جب دولت آباد کو پایۂ تخت اپنا بنایا
اور جمیع امرا اور منصب دارونکو فرامین بھیجے کہ اپنے زن و فرزند دولت آباد مین بھیجکر مکان تیار کرو اسواسطے علی نام ایک
محصل کوچ کروانیکو بہرام ابیہ کی ملتان کیطرف گیا اور جسطرح کہ رسم محصلونکی ہے درشتی بہت کی اور کلام موحش قسم تہدید
اور وعید سے مذکور کیے اور داماد بہرام ابیہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہوکر متوجہ دیوانخانہ بہرام ابیہ کا تھا کہ علی محصل نے
اُسکے پاس پہونچکر کہا کسواسطے اپنے سردار کو دولت آباد مین نہین بھیجتا شاید سر مین اپنے خیال حرامزادگی کا رکھتا ہے اُسنے کہا
حرامزادہ کسے کہتا ہے کہا کہ وہ جو مکان مین بیٹھا ہے اور حکم بادشاہی کی تعمیل نہین کرتا ہے آخر اس مقدمہ مین دو بدل درمیان انکے
بمقدار ہوئی کہ نوبت ساتھہ اس انتہا کے پہونچی کہ علی نے موے سر بہرام ابیہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھونسے رسید کیے
اور اُسنے کسی نکسی طرح سے اپنے بال اُسکے ہاتھہ سے چھڑا لیے اور علی محصل مذکور کو زمین پر دے مارا اور اُسکے ایک سپاہی نے اسکے اشارہ کے
موافق اُسکا سر تن سے جدا کرکے شہر مین پھرایا بہرام ابیہ جب اس سانحہ سے آگاہ ہوا سلطان محمد تغلق شاہ کے خوف قہر و غضب
بغاوت اور طغیان کے سوا چارہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع منحصر اپنی توجہ پر جانکر دولت آباد سے نہضت فرمائی اور لشکر
فراہم کرکے ملتان گیا اور بہرام ابیہ بھی ایک لشکر مور و ملخ سے زیادہ جمع کرکے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب صعب کے
بعد کہ خلق بیشمار دونون طرف سے ہلاک ہوئی ہزیمت شامل حال اُسکا فر نعمت کے ہوئی بادشاہ مظفر ہوا اور چاہا کہ ملتان کو قتل
عام کرے شیخ رکن الدین سلطان کے دیکھنے کو آئے لوگونکی شفاعت کی سلطان اُنکی شفاعت کے موافق ملتانیونکے قتل سے
درگذرا اور قوام الملک نامے کو وہانکی حکومت پر منصوب کیا اور اُسوقت ایک جماعت بہرام ابیہ کے تعاقب مین نامزد ہوئی تھی
سر اُسکا جدا کرکے ملتان مین لائی پھر بادشاہ نے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جو لوگ اطراف کے کہ ساتھہ تکلیف کے ساکن
ہوئے تھے پراگندہ ہوئے بادشاہ دو برس وہان رہا اور ہمت دولت آباد کی تعمیر پر مصروف فرمائی اور اپنی والدہ مخدومہ جہانکو
مع سائر حرم اور سپاہی دولت آباد مین روانہ کیا اور ایک آدمی دہلی کہ وہانکی آب و ہوا سے خوگر تھے اپنے ساتھہ ترکھا سبکو
دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطرح سے ویران ہوئی کہ آواز کسی متنفس کی گیدڑ اور لومڑی اور جانور صحرائی کے سوا کانمین نہ پہونچتی تھی
اور ان سنوات مین جو مالگذار جہات مین دوآب کا بشدت طلب تھا وہانکی رعایا اور مقدمون نے تنگ آکر اپنے مکانون اور کھلیانو مین
آگ لگا کر اور مواشی اپنے لیکر جنگلون اور پہاڑون مین داخل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ ضلعدار اور حکام وہانکے ہاتھہ قتل و غارت مین
دراز کرکے جس کسیکو پاوین تیغ بیدریغ سے ہلاک کرین یا زندہ درگور کرین اس سبب سے ولایت درمیان دوآب کے خراب اور

ویران ہوئی متردد بن خوف اور ناامنی کے سبب تردد سے باز رہے لشکری کہ زن و فرزند اُنکے دولت آباد مین آباد ہوئے تھے حیران اور
سرگردان ہوئے الغرض ایسا کام ابتدائے آفرینش سے اُسکے عہد تک کسی جہاندار نے نہ کیا تھا اور سب سے طرفہ یہ کہ بادشاہ خود بہ رسم شکار گیا
اور ہزار ہا رعایا کو ہلاک اور غارت کرکے حکم دیا کہ اُنکے سر قلعہ کے کنگرون پر آویزان کرو اہلکار حسب الحکم عمل مین لائے اور
اسیطرح سے قنوج مین جاکر وہانسے موہ تک ایک عالم کا عالم قتل کیا اسوقت مین ایک نوکران قدر خان نے کہ اُسے ملک فخرالدین کہتے
تھے بعد فوت بہرام خان کے بنگالہ مین بغاوت پر کمر باندھی تھی قدرخان کو قتل کرکے لکھنوتی کے خزانون پر بھی متصرف ہوا اور لکھنوتی
اور ستارگانون اور سنارگام کو اپنے قبض و دخل مین لایا اور بادشاہ ابتک قنوج کے قتل و غارت سے فارغ نہوا تھا کہ معبر سے خبر
پہونچی کہ سید حسن پدر سید ابراہیم خریطہ دار معبر مین باغی ہوا اور وہانکے امرا کو قتل کرکے اس ولایت پر متصرف ہوا ہے سلطان فخرالدین
کے معاملہ کو موقوف رکھکر شہر مین آیا ابراہیم خریطہ دار اور اقربائے سید حسن کو گرفتار کرکے قید کیا اور لشکر ترتیب دیکر ۷۴۲ھ
سات سو بیالیس ہجری مین معبر کیطرف نہضت فرمائی اور دیوگڑھ مین پہونچتے ہی وہانکے عمال اور مزارع سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ
انمین کے اکثر نے شدت مطالبات سے جان دی تھی چنانچہ اُس ولایت مین بھی اضافہ گران رکھکر محصل مقرر اور نئے مقرر کئے اور
اسکے بعد خواجہ جہانکو دہلی کیطرف بھیجکر خود بقصد دفع فتنہ سید حسن تلنگ کے راستہ سے معبر کے سمت روانہ ہوا جب ارنکل
مین پہونچا وہان دس دن سے وبا عالم گیر تھی اکثر آدمی اُس مرض مین مبتلا ہوئے اور چند سردار نامی اور معتبر نے وفات
پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب اور عماد الملک وزیر کو وہان چھوڑکر خود دولت آباد کیطرف علم معاودت کا بلند
کیا جسوقت کہ حوالی قصبہ بیر مین پہونچا درد دانتون مین پیدا ہوا ایک دانت اسکا گر پڑا اور اسی مقام مین دفن کرکے ایک
گنبد اُسپر تیار کیا چنانچہ ابتک وہ گنبد موجود ہے اور ساتھ گنبد دندان سلطان تغلق کے شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ جب پٹھین
مین پہونچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ولایت بیدر اُسکے حوالہ
کی اور جاگیرات اس نواح کی بتعداد کرور تنگہ مقاطعہ اسکو دیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قتلغخان اُستاد
کے تفویض فرمائی اسواسطے کہ حرف حرامخواری شاہوے افغان مذکور تھا پھر بحالت مرض پالکی مین سوار ہوکے دہلی
کیطرف عازم ہوا اور حکم دیا کہ باشندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد مین ساکن ہے اگر چاہے یہان آوے وگرنہ دولت آباد
مین استقامت کرے پس اکثر بسبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی مین آئے اور ایک جماعت
ولایت مرہٹ مین سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان وہانسے روانہ ہوا تمام ولایت مالوہ اور قصباتی کو کہ دہلی کے راستہ
کیطرف تھے امساک باران سے قحط کے سبب خراب اور پریشان دیکھا اور پایگانی کہ راہ پر چوکی منسوب تھی سبکو برخاستہ
پایا اور جب دہلی مین پہونچا اُسے بھی خراب دیکھا اور قحط اس نہایت کو پہونچا کہ سیر بھر غلہ سترہ درم کو میسر ہوتا تھا اور اکثر مویشی
اور مردم ہلاک ہوئے بادشاہ نے بعد از خرابی بہرہ واسطے آبادانی ولایت اور تکثیر زراعت کے توجہ کرکے چند روز ترک سیاست
کی اور خلق کو خزانہ سے زر دیکر کھودنے چاہ اور کشت اور زراعت کی تحریص کی لیکن خلائق از بسکہ خراب اور مضطر تھی بارہ
جو کچھ بطور تقاوی پایا تھا اپنے ماکولات مین صرف کیا ور پارہ دوسرے صرف چاہ و زراعت مین کیا لیکن بسبب
امساک باران کے کنوئین کا پانی مفید نہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہونچی اس درمیان مین شاہوے افغان نے
طبل مخالفت علانیہ ملتان مین بجایا اور بہزاد نائب ملتان کو قتل کیا قوام الملک کو ملتان سے دہلی کیطرف بھگایا اور بادشاہ
نے دہلی سے سامان لشکر درست کرکے ملتان کی سمت نہضت فرمائی ایک منزل مسافت قطع نہوئی تھی کہ والدہ اُسکی

مخدومہ

مخدومۂ جہان کہ نظام و التیام تمام خاندان تغلق شاہیہ ساتھ اسکے وابستہ تھا دہلی مین رحمت حق واصل ہوئی سلطان محزون اور ملول ہوا
اور حکم دیا تو اہالیان سلطنت نے شہر مین اُس مرحومہ کی روح پر فتوح کیواسطے طعام اور صدقات دیے اور خود روانہ ہوا جب ملتان کے
قریب پہونچا شاہو افغان نے عریضہ مشتمل بر ندامت اور اپنی بازگشت کے بھیجا اور خود ملتان چھوڑ کر افغانستان مین گیا بادشاہ
راہ سے معاودت کرکے دہلی مین آیا اور دہلی مین قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے پھر روپیہ خزانہ
عامرہ سے دیا تو کنوئین کھودین اور کشتکاری مین مشغول ہون لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی باران کے
سبب سے تقصیر اور اہمال کرتے تھے اور سیاست مین پہونچتے تھے اُسوقت مین ایک گروہ مندہران اور چوہان میانہ کوہستان
کہ ولایت سنام اور سمانہ مین تھے تمرد کرکے جنگلون عظیم مین درآئے اور مکانات بنواکر مقیم ہوے اور ہاتھ مالگذاری سے کھینچے
بادشاہ نے بمدافعت انکے لشکر کھینچکر مکانات اُنکے کہ اصطلاح ہند مین مندل کہتے ہین منہدم کیا اور انکی جمعیتون کو پریشان کیا
اور انکے سردارونکو ہمراہ لاکر شہر مین جگہ دی اور سنہ ۷۴۳ سات سو تینتالیس ہجری مین ملک چندر کہ سردار ککھران کا تھا اُسنے علم
مخالفت بلند کرکے حاکم لاہور یعنے ملک تاتارخان کو قتل کیا سلطان نے خواجہ جہان کو اسکے دفع کیواسطے بھیجا اُسنے ککران
کو مخذول اور منکوب کیا اور چونکہ بادشاہ کے متمکن ہوا تھا کہ سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نہین ہے اور
ہمیشہ اس اندیشہ مین تھا کہ اجازت حاصل کرے اس درمیان مین سنا کہ حکام مصر نے واسطے ایک مصلحت کے ایک دودمان
عباسی سے کسی کو سریر خلافت پر بٹھایا ہے پس اسیوقت باتفاق کمال الملک محابانہ بیعت ساتھ اُس خلیفہ کے کرکے بجاے اسم اپنے نام
خلیفہ سکہ مین درج کیا اور شہر مین نماز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین مہینے اوقات عریضہ لکھنے مین صرف کرکے مرسول رکھا اور سنہ ۷۴۴ سات
سو چوالیس ہجری مین حاجی سعید حرمزی ہمراہ ایلچی بادشاہ آنکر فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما
اور مشائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ گروہ سے استقبال کرکے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور بوسے حاجی سعید حرمزی کے قدمو پر
دیکر چند قدم پیادہ اُسکے جلو مین گیا اور شہر مین قبے آویزان کیے اور زر خطیر فرمان پر نثار کیا اور نماز جمعہ اور عیدین کی
اداکیواسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ بنام خلیفہ پڑھکر اسامی بادشاہان دہلی کو جو خلیفہ سے اذن نہ رکھتے تھے
خطبہ سے موقوف کیا نام باپ کا طراز جامہاے زربافت مین اور شرفات عمارات نام خلیفہ ثبت فرماکر ایک عریضہ مطول مشتمل بر
تواضع بے اندازہ بخط خود تحریر کیا اور ایک گوہر نفیس کہ مثل اُسکا خزانے مین نہ تھا خلیفہ کے واسطے جدا کیا اور حاجی رجب رفیع کی
معیت سے مصر مین روانہ کیا اور ملک کبیر سردار جامدار کو جو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقوی اور عبادت مین نظیر نہ رکھتا تھا
اور اُس سے مقرب تر کوئی نہ تھا داخل پیشکش کرکے ملک خلیفہ مین لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عریضہ اُسکے متضمن
اقرار بعبودیت خلیفہ مصحوب حاجی رجب رفیع کے مرسول کیا اُسوقت کشنا نایک پسر لدر دیو کہ نواحی ورنگل مین رہتا تھا جو دہ
بلال دیو کے پاس جو راے عظیم الشان کرناٹک کا تھا جاکر کہا کہ مسلمانان دو یار تلنگ اور کرناٹک مین داخل ہوئے اور عزیمت
رکھتے ہین کہ ہمین ایکبارگی مستاصل کرین اسبارہ مین ایک فکر چاہیے کرنا بلال دیو نے جمیع اعیان مملکت کو حاضر کیکے مشورہ طلب
کیا اور بعد تفکر اور امعان نظر سے قرار پایا کہ بلال دیو جمیع ممالک اپنے کو عقب چھوڑ کر خود سرحد راہ سپاہ اسلام مین تختگاہ بنا مٹے
اور معبر اور دہور سمند اور کنبلہ کو مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کرنے اور کشنا نایک صرف ہمت کرکے ورنگل کو بھی کہ اس ایام مین
فرصت پر حوزہ دیوان دہلی سے لیوے اور بلال دیو نے کوہستان اپنی سرحد جاے صعب مین ایک شہر بنام اپنے فرزند
بیجن راے کے بنا کیا کہ مشہور بیجن نگر ہوا اور رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے بیجانگر ہوا اور پیادے اور سوار